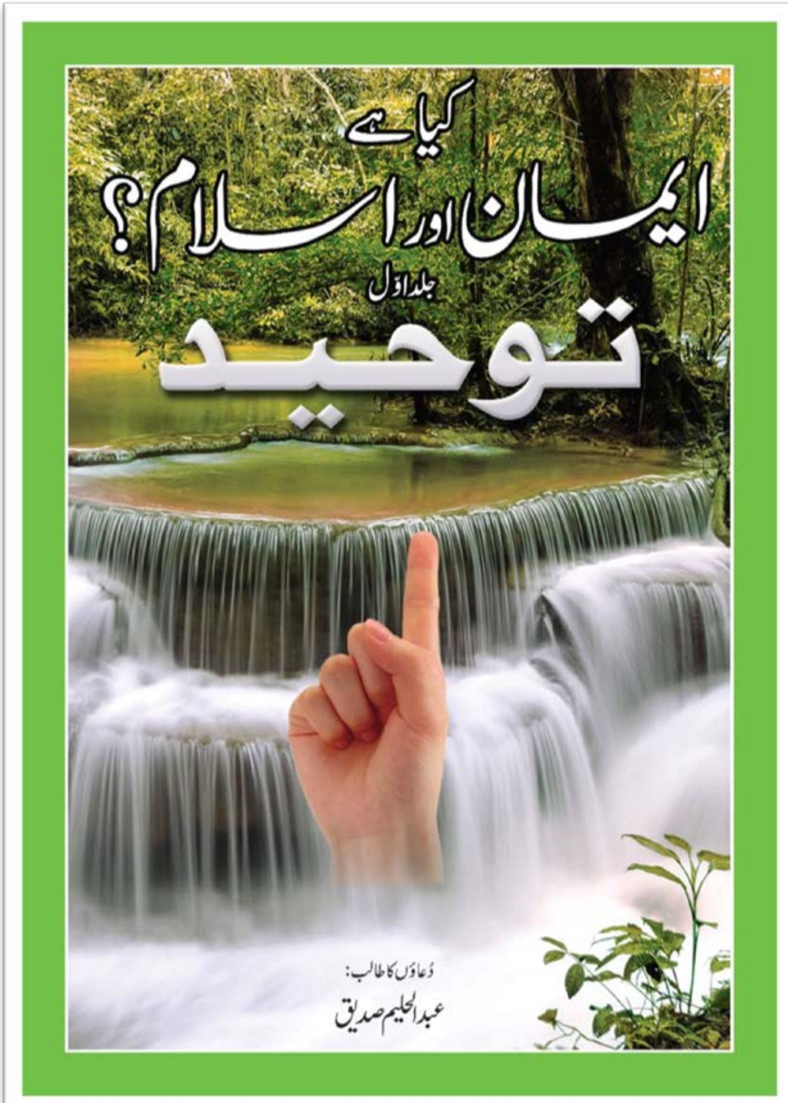
کیا ہے
ایمان اور اسلام؟
جلد اوّل
توحید
دعاؤں کا طالب:
عبدالحلیم صدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

اس کتاب کو میں اپنے والدین کے نام منسوب کرتا ہوں۔ میری والدہ جنہوں نے مجھے بچپن سے ہی نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور قرآن پڑھنا سکھایا۔ میرے والد، جنہوں نے مجھے اپنی حلال کمائی سے کھلایا اور بیرون ملک اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ اے اللہ! تو اُن کے سارے گناہوں کو معاف فرما اور مجھے اُن کے لیے صدقہ جاریہ بنا۔ آمین!

شکر گزاری

میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ان تمام سکالرز کا جو توحید پرست ہیں اور حتی الوسع کوشش کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کی صحیح اسلام کی طرف رہنمائی کریں۔ میں ان علماء سے روحانی فیض حاصل کرتا ہوں اور ان کے لیکچرز اس کتاب کو لکھنے میں معاون تھے۔ خاص طور پر استاد وحاج ترین، مرزا یاور بیگ، احمد علی، مفتی اسماعیل مینک، بلال فلپس اور دیگر حضرات گرامی۔

اللہ تعالیٰ ان کے سارے گناہ معاف کرے اور ان کو جنت الفردوس عطا کرے۔ آمین

کاوشوں کا اعتراف

میں حافظ محمد سلیمان اور محمد اظہر اور اُس کی ٹیم کی کاوشوں کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور احادیث کو جمع کرنے میں میرا ساتھ دیا۔ میں مرحوم شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عارف صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے میری کتاب پڑھ کر اس کو سراہا۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ اُن سے راضی ہو اور اُنہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، اور ہم سب کو راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

میں اللہ ربّ العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ مجھے اس قابل بنائے کہ میں ''اسلام کیا ہے؟اور ایمان کیا ہے؟'' کے موضوع کے ساتھ انصاف کر سکوں۔ آمین! ایمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر ایمان لانے میں ہے،ایک یہ کہ ہمیں یقین ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی نازل کردہ کتابوں پر،اُس کے مبعوث کردہ سارے پیغمبروں پر، قیامت کی گھڑی پر، تقدیر پر (کہ اچھا اور برا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن پر۔اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے: توحید و رسالت ،صلٰوۃ، زکٰوۃ، روزہ اور حج۔اس کتاب میں میں پہلے ستون توحید پر گفتگو کروں گا،کیونکہ توحید اسلام کا سب سے اہم ستون ہے اور یہ میرا موضوعِ گفتگو ہے۔اے اللہ، اگر میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی حدود سے تجاوز کر جاؤں تو مجھے معاف کر دینا۔آمین! اے اللہ،میرے اس حقیر سے اظہار تشکر کو قبول فرما،مجھے میرے والدین،میرے اہل وعیال،میرے عزیز و اقارب،میرے دوست احباب،اور سب اہل اسلام کے ماضی حال اور مستقبل کے گناہوں کو معاف فرما۔آمین! اے اللہ تیری رحمت ہر چیز پر محیط ہے ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرنا جو اس سے محروم کر دیئے گئے۔آمین!

چونکہ اللہ کا وجود ہماری زندگی کا سب سے اہم جز ہے،اس لئے میں سب سے پہلے وجود باری تعالیٰ پر منطقی انداز میں گفتگو کروں گا،اور اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کر لینے کے بعد میں ثابت کروں گا کہ کائنات کا ربّ ایک ہے۔میں تخلیق کے مقصد اور ہمیں کیوں آزمایا جارہا ہے کہ موضوع پر بھی گفتگو کروں گا۔ میں اس بات پر بھی گفتگو کروں گا کہ ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔اللہ کے اوصاف وصفات پر گفتگو کروں گا،اور یہ بتانے کی کوشش کروں گا ہمیں کس طرح اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنی چاہیے۔ میں مشہور حدیث جبرائیل پر بھی گفتگو کروں گا، جس میں رسول اللہؐ جبرائیل امین کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں،تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ ایمان کیا ہے؟اسلام کیا ہے؟احسان کیا ہے؟ قیامت کب قائم ہو گی اور اس کی علامات کیا ہیں؟ایمان اور اسلام پر مختصر بیان کے بعد،میں توحید کے موضوع کی طرف چلا جاؤں گا

جو کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ ہے (لاالہ الااللہ)۔ میں توحید پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں گفتگو کروں گا۔ میں تفصیل سے توحید کی اقسام پر بحث کروں گا، جیسے عبادت و بندگی کی وحدانیت میں توحید، اس کے اوصاف وصفات کی وحدانیت میں توحید، اور اس کی اطاعت و اتباع میں توحید۔ میں مختصر طور پر اوصاف باری تعالیٰ، چھ کلمات، ایمان مفصل، اور ایمان مجمل کا بھی تھوڑا سا تذکرہ کروں گا۔ اس کے بعد مختصراً کلمہ طیبہ کے دوسرے حصہ (محمد رسول ؐاللہ) پر اختصار کے ساتھ گفتگو کروں گا۔ میں توحید باری تعالیٰ پر اپنے تبصرہ وتاثرات پر اپنی کتاب کو مکمل کروں گا۔ اے اللہ، ہماری ذات میں اپنی محبت اس طرح راسخ کر دے کہ ہم تجھ سے جی بھر کر محبت کر سکیں اور اپنی انتہائی کوشش سے تیری خوشنودی حاصل کر سکیں اے اللہ، ہمیں شیطان مردود کے نقش قدم پر چلنے سے بچالے۔ اے اللہ تیرا وعدہ ہے کہ تو شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اے اللہ ہمیں شرک سے بچالے اور ہمیں جنت الفردوس عطا فرما اور ہم سے راضی ہو جا آمین !

دعاؤں کا طالب

عبدالحلیم صدیق

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
06	منطق خدا کے بارے میں کیا کہتی ہے؟	1)
10	اللہ کا وجود ہمارے لاشعور میں پنہاں ہے	2)
13	خالق کتنے ہیں؟	3)
16	ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟	4)
18	اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں آزمارہا ہے؟	5)
19	امتحان کیا ہے؟	6)
24	ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا؟	7)
25	ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے؟	8)
37	توحید کیا ہے؟	9)
37	توحید کی اقسام	10)
37	ا) توحید ربوبیت	
38	اا) توحید الوہیت	
43	توحید الوہیت پر تبصرہ	11)
48	توحید اسماء حسنیٰ وصفات	12)
49	توحید پر اختتامیہ	13)
51	اللہ کے نام اور اس کے اوصاف	14)
78	چھ کلمات	15)
82	میرے اختتامی کلمات	16)

منطق خدا کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

اللہ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے ہمیں اُس کے وجود پر یقین ہونا ضروری ہے۔ میں منطق سے اُس کے وجود کو ثابت کروں گا۔ اس سے پہلے میں اپنے قاری سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کس نے اس کائنات کی تخلیق کی؟ کس نے جانداروں کو پیدا کیا؟ کس نے بنی نوعِ انسان کو پیدا کیا، اُس میں جان ڈالی اور اُسے شعور دیا؟ ان تمام سوالات کا جواب کسی مافوق الفطرت ہستی کے وجود کو ماننے میں واقع ہے، جس نے ہر چیز کو انتہائی باریک بینی سے پیدا کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''اللہ میرا سوہنا ربّ'' میں قرآن کریم اور سائنسی حقائق کے ذریعہ کسی شک وشبہ کے بغیر خالق کائنات اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کیا ہے۔ مافوق الفطرت خالق کی موجودگی کو منطق سے بھی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ایک بدو سے وجودِ باری تعالیٰ کا ثبوت مانگا گیا تو بدو نے جواب دیا: اللہ اکبر! اونٹ کی لید، اونٹ کے وجود کی شہادت دیتی ہے۔ قدموں کے نشان اس حقیقت کی شہادت دیتے ہیں کہ کوئی شخص یہاں سے گزرا ہے۔ ستاروں بھرا آسمان، سرسبز مرغزاروں والی سرزمین، لہریں اٹھاتا سمندر، کیا یہ سب رحیم اور علیم ربّ کی موجودگی کی شہادت نہیں دیتے؟ امام ابوحنیفہؒ کے پاس کچھ غور وفکر کرنے والے، دینیات کے عالم توحیدِ باری تعالیٰ کے متعلق گفتگو کرنے کے ارادہ سے حاضر ہوئے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا، اس سے پہلے کہ ہم اس سوال پر بحث کریں۔ مجھے بتائیں آپ اُس کشتی کے متعلق کیا کہیں گے جو دریائے فرات کے ایک کنارہ پر لنگر انداز ہے اور خود اپنے اوپر خوراک اور دوسرا سامان لاد لیتی ہے۔ پھر واپس آتی ہے، لنگر انداز ہوتی ہے اور سارا سامان خود ہی اتارتی ہے۔ وہ سفر اور سارے کام کسی کے کنٹرول کے بغیر اپنے آپ ہی ہو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ ناممکن ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا، اگر یہ ایک کشتی کے لیے ناممکن ہے تو یہ اس دنیا کے لیے اُس کی تمام تر وسعتوں کے ساتھ کیسے ممکن ہے کہ اس کا نظام اپنے آپ ہی چل رہا ہو؟ امام شافعیؒ نے فرمایا، تُوت کی جھاڑی کے تمام پتوں کا ذائقہ ایک جیسا ہوتا ہے۔ ریشم کا کیڑا اُنہیں کھا کر ریشم پیدا کرتا ہے۔ شہد کی مکھیاں انھیں کھا کر شہد مہیا کرتی ہیں۔ بکریاں، اونٹ گائیں انھیں کھا کر دودھ دیتی ہیں۔ ہرن کھا کر مشک مہیا کرتا ہے۔ اور یہ سب ایک ہی چیز سے بنی ہیں۔ کیا یہ بات خالق کائنات کے وجود کو ثابت نہیں کرتی؟ امام مالکؒ نے فرمایا: آپ کو مختلف زبانوں اور مختلف آوازوں اور مختلف نغمات میں وجودِ خالقِ کائنات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ایک ایسے قلعہ کا تصور کریں جس میں داخلہ ناممکن ہو، جس

میں نہ کوئی دروازہ داخل ہونے کے لیے ہو اور نہ باہر نکلنے کا راستہ۔ باہر سے چاندی کی طرح سفید ہے اور اندر سے چمکتے ہوئے سونے کی طرح، اُسے اسی طرح تعمیر کیا گیا ہے،
یہاں تک کہ اس کی دیواروں میں دراڑیں پڑ جاتیں ہیں اور اس میں سے ایک دیکھنے اور سننے والا، خوب صورت شکل اور خوشگوار آواز والا جانور بر آمد ہوتا ہے۔ جو خالق باری تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: دہریوں اور منکرین سے پوچھو، وہ اس پن چکی کے متعلق کیا کہتے ہیں، جو اپنے مکمل آلات کے ساتھ کام کر رہی ہے، اُسے بہت احسن طریقہ سے بنایا گیا ہے کہ دیکھنے والا اس کی تعمیر میں کوئی دراڑ نہیں دیکھ سکتا۔ یہ مستعدی کے ساتھ ایک شاندار باغ کو سیراب کرتی ہے، جس میں تمام اقسام کے پودے اور پھل ہیں، باغ کا ہر لحاظ سے خیال رکھا جاتا ہے، اس کی فالتو شاخوں کی کٹائی کی جاتی ہے، فالتو جڑی بوٹیوں سے پاک کیا جاتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی اس طرح نگہداشت کی جاتی ہے، کہ کوئی چیز چھوڑی یا نظر انداز نہیں کی جاتی، کوئی پھل گلنے سڑنے کے لیے چھوڑا نہیں جاتا پھر اس کی فصل کاٹنے والا اس کی پیداوار کا اندازہ لگاتا ہے اور حاصل شدہ آمدن کو مختلف گروہوں میں ان کی ضرورت کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر کوئی وہی کچھ حاصل کرتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے، اور یہ سب کچھ ہر دفعہ ہوتا ہے۔
کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پن چکی اور باغ کا وجود اتفاق ہیں، اور یہ کہ یہ کسی پختہ عزم اور مصمم ارادہ والے عامل کے بغیر کام کر رہے ہیں؟ ہمارا ذہن اس پر کیا کہتا ہے؟ یہ معمہ کیسے حل ہو گا؟ یہ دلائل کس نتیجہ تک پہنچاتے ہیں؟ جواب سادہ سا ہے کہ یہ کسی پختہ اور مصمم ارادہ والے عامل کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح اس کائنات کو چلانے والا عامل رحیم اللہ ہے۔ اسی طرح جب ہم بہتے دریاؤں کا تصور کرتے ہیں جو مختلف علاقوں کو فائدہ پہنچاتے ہوئے گزرتے ہیں، اور جب ہم ان سب چیزوں کے متعلق سوچتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس زمین پر پیدا کی ہیں، مختلف جانور، مختلف ذائقوں والے پھل، مختلف خوشبوئیں، مختلف ساختیں اور رنگ، جو محض پانی اور مٹی کے ملاپ کا نتیجہ ہیں۔ کیا یہ اتفاق کے نتیجے میں واقع ہو سکتی ہیں؟ نہیں۔ ان سب کے بارے میں کس نے سوچا، کس نے اُن کا خاکہ بنایا؟ تب یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ تمام حقائق اُس خالق کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو اپنی کامل صلاحیت، بصیرت، رحم دلی، ہمدردی، فیاضی اور اپنی مخلوق کے لیے مجموعی طور پر محبت و شفقت کے ساتھ موجود ہے۔ منطق بتاتی ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اتفاق کا نتیجہ ہیں، وہ خود بے منطق کی ہانک رہے ہیں۔ اگر ہم اُن سے کہیں کہ بنیادی رنگ نیلا،

سرخ اور پیلے کو بالٹی میں ڈال لیں اور اُس میں تھوڑا سفید اور کالا بھی ڈال لیں اور اُسے کسی دیوار پر پھینک دیں تاکہ دیوار پر بکھر جائے (اس کو جتنی دفعہ چاہیں دُہرا لیں)، کیا مونالیزا کی تصویر بن جائے گی؟ وہ کہے گا کہ یہ غیر منطقی بات ہے، یہ ناممکن ہے۔ سائنس اب یقین رکھتی ہے عظیم دھماکے پر، جو ایک کوسمیک واقعہ ہے جس کے نتیجے میں انسان، جانور اور نباتات وجود میں آئے ہیں۔ اگر ہم اس کو مان لیں اور اگر ہم اُن سے کہیں کہ ایک ایٹم بم گاڑیوں کے ایک جنک یارڈ (ڈپو) پر گرائیں (اس کو جتنی دفعہ چاہیں دُہرا لیں)، کیا وہاں سے اُن کے چلانے کے لئے رولز رائیس گاڑی بن کے نکل سکتی ہے۔ دہریہ کہے گا نہیں، یہ غیر منطقی بات ہے۔ اصل میں یہ ایک انتہائی چھوٹا دہریوں کا گروپ ہے جو خود غیر منطقی بات کرتے ہیں، جبکہ منطق اور سمجھ، اللہ کے وجود کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ نیوٹن کا پہلا قانونِ حرکت ہمیں بتاتا ہے کہ ساکن اجسام ہمیشہ سکون کی حالت میں رہتے ہیں۔ جب تک ان پر کوئی قوت عمل نہ کرے۔ اس لیے کائنات کو بنیادی طور پر متحرک کرنے کے لیے قوت اور توانائی کی ضرورت تھی۔ یہ قوت اور توانائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فراہم کی۔ سورۃ انبیاء، آیت (21:30) میں فرمانِ الٰہی ہے: کیا حق کا انکار کرنے والے غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان و زمین باہم جڑے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کیا، اور پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی؟ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟ قرآن کریم کی ایک اور آیت میں ارشاد ہے کہ ہم اس کائنات کو پھیلا رہے ہیں۔ میں خدا کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے مزید پانچ دلائل دوں گا۔ 1) فطرت پابند ہے اُن واضح اصولوں کی جو زندگی کی موجودگی کو یقینی بناتے ہیں۔ اس طرح کے قوانین اتفاق کے دائرے سے باہر ہیں۔ ایک فزکس کا ماہر روبن کولن کہتا ہے کہ اگر Big Bang کے دھماکے کی قوت میں 10/1^60 کی کمی پیشی ہوتی تو زندگی کا ہونا محال تھا۔ وہ کہتا ہے اس کا ہونا ایسا ہے جیسے 20 ارب نوری سال کے فاصلہ سے گولی داغی جائے اور وہ ایک انچ کے ٹارگٹ کو لگے۔ 2) **فطرت یہ حقیقت بیان کرتی ہے کہ جو چیز وجود میں آتی ہے اس کے لئے وہ سب کچھ ہونا چاہیئے جو اسے وجود میں لائے۔** چونکہ کائنات وجود میں آئی ہے، لہٰذا اسے بھی وہ سب کچھ چاہیئے جو اسے وجود میں لائے۔ 3) دیوہیکل ستاروں سے لے کر خوردبینی جانداروں تک، ہر چیز جو وجود رکھتی ہے وہ سب کے سب **ایک مقصد کے تحت اپنے قوانین کے دائرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس طرح کے واضح اور کامل ڈیزائن سے ایک ذہین قوت کے وجود کا نتیجہ اخذ ہوتا ہے جس نے ان کو کامل ڈیزائن کے ساتھ وجود بخشا۔** سائنس

دان کہتے ہیں کہ جہاں ڈیزائن ہو گا وہاں اس کا خالق بھی ہو گا۔ ڈی این اے کی پیچیدہ کوڈینگ، کائنات کا وجود میں آنا،اور کائنات میں وجودِ حیات کے لئے عظیم ڈیزائن نے سائنسدانوں کو خالقِ کائنات کے وجود کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔اکثر سائنسدان کہتے ہیں کہ خلق کی دریافت شاید سائنسی تاریخ کی سب سے بڑی دریافت ہے۔آئن سٹائن جس نے پہلے خالق کے وجود کو رد کر دیا تھا، بعد میں جب کائنات کے شروع ہونے کے شواہد بہت زیادہ ہو گئے تو وہ کہتا تھا کہ یہ اُس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی کہ اُس نے اپنے اعداد و شمار کو غلط پیش کیا۔سائنسدان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کوئی ہستی ہے جو سائنسی تحقیق سے بالاتر ہے جس نے یہ سب کچھ شروع کیا۔ عظیم دھماکہ تخلیق کی شروعات تھی۔ سائنسدانوں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کچھ نہیں سے وجود میں آئی،اور کچھ نہیں کچھ نہیں بنا سکتی، چونکہ کائنات کچھ نہیں سے وجود میں آئی ہے لہٰذا کوئی اس کا خالق ہے۔ایڈ مونڈ ویٹکر نے تخلیقِ کائنات کو اللہ کی مرضی کہا ہے جو کون و مکان کو کچھ نہیں سے پیدا کر سکتا ہے۔ایڈورڈ میلائن کہتا ہے ہماری تصویر اللہ کے بغیر مکمل نہیں۔ کائنات کا سائنسی تجزیہ کرنے والوں نے اخذ کیا کہ دھماکہ اور سماوی غبار سے حیات وجود میں نہیں آسکتی، جیسے ایٹم بم سے نہیں آسکتی، جب تک اُسے ایسا کرنے کے لئے انجینئر نہ کیا گیا ہو،اس سے مراد ہے کہ ڈیزائنر نے اس کی منصوبہ بندی کی ہو گی۔ وہ اب ڈیزائنر کی وضاحت کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسے ،انتہائی ذہین ہستی، خالق، مافوق الفطرت ہستی وغیرہ۔ فزکس کے ماہرین نے شمار کیا ہے کہ زندگی کے وجود کے لئے کششِ ثقل اور فزکس کے اصول جو نظامِ کائنات کو چلاتے ہیں انتہائی متناسب نہ ہوں تو کائنات اپنا وجود نہ رکھ سکتی۔ سٹیفن حوکن نے کہا، اگر کائنات کے پھیلاؤ کی رفتار ہزاروں کھربوں حصہ کم ہوتی تو کائنات ختم ہو جاتی اور اگر اتنی ہی تیز ہوتی تو ستارے، سیارے اور گلیکسیاں نہ بن سکتیں۔ اُسے انتہائی متناسب ہونا ہے۔ 4)اس کے علاوہ ، پوری تاریخ میں انسانوں کی اکثریت اور مذہبی روایات نے ایک غالب اور قادر مطلق خالق کائنات کے وجود پر مہر تصدیق ثبت کی ہے ۔

اللہ کا وجود ہمارے لاشعور میں پنہاں ہے

ایک اور عنصر جس کی وجہ سے ہم خالق کو تسلیم کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے لاشعور میں اپنے وجود کے ہونے کو پنہاں کرر کھا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب ہم مصائب میں گھر جاتے ہیں تو خالقِ کائنات (اللہ) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ علم کی وہ نشانیاں ہیں جو انسانی لاشعور میں ہیں اور خالق کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ سادہ سی بات ہے کہ ہماری فطرت کا خاصہ ہے کہ ہم ان نشانیوں کو پہچان لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق ہی اس طرز پر کی ہے۔ حیمر اپنی کتاب "The God Gene" میں کہتا ہے کہ انسانی جبلت میں ہے کہ وہ اس کے ذریعے اعلیٰ طاقت کے وجود کو سمجھ سکے۔ سائنسدان دلیل دیتے ہیں کہ یہ نظریہ انسانی جین میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ **اللہ اس کی تائید ایک حدیث قدسی 2865، صحیح مسلم میں یوں بیان کرتا ہے: میں نے انسانی فطرت ایک خدا کی پرستش پر بنائی ہے۔ لیکن شیاطین انھیں ان کے مذہب سے دور کرتے ہیں۔ وہ حلال کو اُن کے لئے حرام کرتے ہیں اور اُن کو میرے ہمسر بنانے کا حکم دیتے ہیں، حالانکہ اُن کو اس کا اختیار نہیں دیا گیا۔ صحیح مسلم کی حدیث 2658 میں نبیؐ نے فرمایا کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔** سوال اُٹھتا ہے کہ پھر لوگ فطرت پر کیوں نہیں چلتے۔ اس کا جواب ہمیں عیاض بن حمار سے مروی حدیث میں ملتا ہے جس میں نبیؐ نے فرمایا کہ یہ سوال پوچھا جاسکتا ہے کہ لوگ خالق کا انکار کیوں کرتے ہیں جبکہ اُن کی فطرت سلیمہ ایمان کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اس کا جواب ہے کہ اللہ نے زندگی کو ایک امتحان بنایا ہے، جس پر لالچ، شیطان اور خود غرض خواہشات جیسے عوامل اثرانداز ہوتے ہیں۔ اگرچہ انسانی فطرت ایمان کی طرف اشارہ کرتی ہے، پھر بھی ہر ایک نے اپنے لئے ایمان یا کفر میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے (امتحان)۔ یہی وجہ ہے کہ جب وابصہ ابن معبد الاسدی نبیؐ سے ملنے کے لئے آئے، طبرانی، کتاب 22 حدیث 403 میں مروی ہے کہ نبیؐ نے اسے کہا کہ کیا تم راست بازی اور گناہ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا، ہاں۔ نبیؐ نے اپنی انگلیاں جوڑ کے اُس کے سینے پر تین دفعہ ماریں اور کہا، اپنی روح سے مشورہ کرو، اپنے دل سے مشورہ کرو۔ اے وابصہ راست بازی وہ ہے جو روح اور دل کو مطمئن کرے، معصیت وہ ہے جو روح کو تڑپائے اور سینہ میں ہچکچاہٹ کا سبب بنے۔ چاہے لوگ آپ کو اُس کے خلاف جتنے فیصلہ دیں، پھر تمہیں اُس کے خلاف کوئی فیصلہ دیں۔

(5 انسان روحانی طور پر اندرونی سکون، اخلاقی تعلیم اور اپنے مقصد کے لئے کوشاں ہے۔ جو لوگ خدا پر

یقین رکھتے ہیں وہ اپنی جسمانی حالتوں کے باوجود روحانی تکمیل اور سکون حاصل کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کی تار ربّ سے ملی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی فطرت خالق کے وجود کو بین المذاہب قدرِ مشترک اخلاقی قدروں اور ثقافتوں سے پہچانتی ہے۔ اسے فلسفہ دان خالق کا فطرتی قانون کہتے ہیں۔ چونکہ انسانوں کی اکثریت ایمان بالغیب پر یقین نہیں رکھتی اور اپنی فطرت کے خلاف جاتی ہے، اسی لئے انسانوں کی بہت بڑی اکثریت امتحان میں فیل ہو رہی ہے۔

اُوپر دیئے گئے منطقی ثبوتوں کے باوجود دہریے رحیم و کریم خالق اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ جاثیہ آیت (45:24) میں فرماتے ہیں: یہ لوگ (دہریے) کہتے ہیں کہ زندگی بس یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے، یہیں ہمارا مرنا اور جینا ہے اور گردشِ ایّام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کرتی ہو۔ درحقیقت اس معاملہ میں ان کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ یہ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں۔ جبکہ دہریے اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہیں کہ عام پانی پینے کا گلاس خود بخود وجود میں آسکتا ہے، پھر بھی وہ یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں کہ انسان اپنی تمام تر پیچیدگیوں کے باوجود اتفاق سے وجود میں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی توجہ ان مختلف نشانیوں کا مشاہدہ کرنے پر مبذول کرنے کی دعوت دیتا ہے جو اس کی قوت کاملہ اور عظیم منصوبہ بندی کا مظہر ہیں۔ سورۃ یونس، آیت (10:6) میں اللہ تعالیٰ تکنیکی دلائل کے ساتھ فرماتے ہیں: یقیناً رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں اور ہر اس چیز میں جو اللہ نے زمین اور آسمانوں میں پیدا کی ہے، نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو (غلط بيني و غلط روی) سے بچنا چاہتے ہیں۔ سورۃ نمل، آیت (27:86) میں ارشاد ہے: کیا اُن کو سجھائی نہیں دیتا تھا کہ ہم نے رات ان کے لیے سکون حاصل کرنے کو بنائی تھی اور دن کو روشن کیا تھا؟ بلاشبہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔ سورۃ فاطر، آیات (35:27-28) میں فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ سے ہم طرح طرح کے پھل نکال لاتے ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ پہاڑوں میں سفید سرخ اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ مزید سورۃ عبس آیات (80:24-32) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر ذرا انسان اپنی خوراک کو دیکھے۔ ہم نے خوب پانی ڈالا، پھر زمین کو عجیب طرح سے پھاڑا، پھر اس کے اندر اگائے غلے اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون

اور کھجوریں اور گھنے باغ اور طرح طرح کے پھل اور چارے، تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے سامان زیست کے طور پر۔ پھر سورۃ المومنون، آیات (23:12-14) میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ اس نے کس طرح ہماری تخلیق کی وہ فرماتا ہے: ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لو تھڑے کی شکل دی، پھر لو تھڑے کو بوٹی بنا دیا، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کر کھڑا کیا (نطفہ سے)۔ پس بڑا ہی برکت والا ہے، اللہ سب کاریگروں سے اچھا کاریگر۔ آج سائنس دان ہمیں بتاتے ہیں کہ رحم مادر میں بچے کی نشو و نما کے متعلق جو کچھ قرآن کریم کی ان آیات میں بتایا گیا ہے وہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے جدید سائنس کی تحقیق نے دریافت کیا ہے۔ پس سورج اور چاند میں نشانیاں، آسمانوں اور زمین کی مخلوقات اور انسانی جسم کی اندرونی حصوں کی نشانیاں، یہ سب ایک سوچے سمجھے منصوبے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جیسا کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ جہاں منصوبہ ہوتا ہے وہاں لازماً منصوبہ ساز بھی ہوتا ہے ۔ وہ منصوبہ ساز اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے کہ وہ ان نشانیوں کو وجود باری تعالیٰ کے متعلق شہادت کے طور پر شناخت کرے ۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ فصلت، آیت (41:53) میں فرمایا: عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفس میں بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ بات کھل جائے گی کہ یہ قرآن واقعی برحق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب ہر چیز کا شاہد ہے؟ مندرجہ بالا آیت ہمارے لیے کوئی اور متبادل نہیں چھوڑتی سوائے اس کہ ہم خالق و مالک کائنات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے وجود کو تسلیم کر لیں، جو ہمیشہ سے ہمارا نگہبان ہے۔

خالق کتنے ہیں؟

جب ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ کائنات کو تخلیق کیا گیا ہے، تو شاید کچھ لوگ سوال کریں کہ کتنے خالق ہیں؟ اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب سورۃ بنی اسرائیل آیت (17:42) میں یوں دیتے ہیں: اے نبیؐ ان کو کہو کہ اگر اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بھی ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو وہ مالک عرش کے مقام تک پہنچنے کی کوشش ضرور کرتے۔ اور سورۃ المؤمنون، آیت (23:91) میں ارشاد ربانی ہے: اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے، اور کوئی دوسرا خدا اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔ پاک ہے اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔ مزید سورۃ انبیاء، آیت (22:21-23) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو (زمین اور آسمان دونوں) کا نظام بگڑ جاتا۔ پس پاک ہے اللہ ربّ العرش ان باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ وہ اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں اور سب (اس کے حضور) جواب دہ ہیں۔ یہ آیات بتاتی ہیں کہ اگر متعدد مافوق الفطرت خالق ہوتے تو سارا نظام تباہ و برباد ہو جاتا۔ اگر ایک کچھ پیدا کرتا تو دوسرا اسے تباہ کر دیتا۔ منطقی طور پر ہر کوئی تخت اقتدار کے حصول کی خاطر دوسرے پر قابو پانے کی کوشش بھی کرتا۔ اس کا نتیجہ نہ ختم ہونے والی جنگ و جدل ہوتا۔ ہم انسان اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک مملکت میں دو بادشاہ نہیں ہو سکتے، تو پھر ایک کائنات میں دو خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایک ربّ کی ربوبیت قائم ہو جانے کے بعد، اللہ تعالیٰ ہمیں سورۃ البقرۃ، آیت (2:163) میں بتاتے ہیں کہ تمہارا خدا صرف ایک ہی خدا ہے، اس رحمان و رحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کائنات کی ہم آہنگی ثابت کرتی ہے کہ دیوتاؤں کے درمیان جنگوں کا کوئی وجود نہیں۔ کیونکہ واحد آقا و مالک اللہ تعالیٰ کائنات کا حکمران ہے اور ہم سب کو اُس سے محبت کرنی چاہئے اور اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ سورۃ طٰہٰ، آیت (20:14) میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔ اسی طرح سورۃ نساء، آیت (4:87) میں فرمان الٰہی ہے: اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ تم سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اور اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے؟ مزید سورۃ انعام (6:102-103) میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: یہ ہے اللہ تمہارا ربّ، کوئی خدا اس کے سوا نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے، لہٰذا تم اسی کی

بند گی کر و اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے۔ نگاہیں اُس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے، وہ نہایت باریک بیں اور باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقام و مرتبہ اور چند صفات کو سورۃ بقرہ، آیت (2:255) میں بیان کیا گیا ہے: اللہ وہ زندہ و جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں، نہ وہ سوتا ہے، نہ اسے اونگھ آتی ہے، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے، اسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ اُو جھل ہے، اس سے بھی واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفتِ ادراک میں نہیں آسکتی، الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے، اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے ۔ یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، وہی ہمہ مقتدر خالق ہے، سب کو پالنے والا، ہر موجود چیز پر حکم چلانے والا اور ہر موجود چیز کے مقدر کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ کوئی فکر و نظر اس کا ادراک نہیں کر سکتی اس کو ہر فکر و نظر کا ادراک ہے، وہ تمام ادراک و شعور سے بالاتر ہے۔ پھر بھی وہ تمام چیزوں سے واقف ہے۔ وہ اللہ ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے، نہ وہ کسی کے ہاں پیدا ہوا، نہ اس کا کوئی ہمسر ہے طاقت و اختیار، علم و دانش اور شکل و صورت میں۔ یہ اس لیے کہ اس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے، اور وہ مادہ، اور زمان و مکاں سے آزاد ہے۔ کوئی معبود سوائے اللہ کے عبادت کے لائق نہیں، نہ ہی اس کے علاوہ کوئی آقا و مالک ہے، ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں، اور اسی کی طرف پچھتاوے اور توبہ کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ آل عمران، آیت (3:19) میں اللہ کا فرمان ہے: اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے ۔ (صرف اکیلے اللہ کی اطاعت)، اور اسی سورۃ کی آیت (3:85) میں ارشاد ہے: اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے گا اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔ اللہ نہ صرف مسلمانوں کا خدا ہے، بلکہ تمام مخلوقات کا خدا ہے۔ اگرچہ اللہ کی تفہیم اور تصور کے متعلق مختلف مذاہب اور گروہوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن یہ بات اس حقیقت کو تبدیل نہیں کرتی کہ کائنات اور تمام لوگوں کا خدا، خالق و مالک واحد خدا ہے۔ سورۃ روم، آیت (30:30) میں فرمان الٰہی ہے: پس (اے نبی اور نبی کے پیروکار) یک سُو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ، اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے

۔اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جاسکتی۔یہی بالکل راست اور درست دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ مندرجہ بالا آیات میں جو ارشاد فرمایا ہے اس میں مزید زور دینے کے لئے اللہ تعالیٰ سورۃ لقمان،آیت(31:25) میں کہتا ہے،کہ اگر تم اُن سے پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیاہے،تو یہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔کہو،الحمدللہ۔مگران میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اسی طرح سورۃالزخرف، آیت (43:87) میں فرمانِ الٰہی ہے:اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انھیں کس نے پیدا کیاہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے،پھر کہاں سے دھوکہ کھارہے ہیں؟اگر ہم سخت مصائب میں گھرے لوگوں کا مشاہدہ کریں،تو ہم دیکھتے ہیں کہ سب انسان ربِّ کائنات کو پکارتے ہیں،یہ انسان کی جبلت میں ہے کہ وہ تکلیف میں خالق کو پکارتا ہے۔سورۃانعام،آیات(6:63-64) میں فرمانِ الٰہی ہے:اے نبیؐ ان سے پوچھو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں کون تمہیں خطرات سے بچاتا ہے؟کون ہے جس سے تم(مصیبت کے وقت)گڑگڑاکراور چپکے چپکے دعائیں مانگتے ہو؟کس سے کہتے ہو کہ اگراس بلاسے اس نے ہم کو بچالیاتو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے؟کہو،اللہ تمہیں اس سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے پھر تم دوسروں کواس کا شریک ٹھہراتے ہو۔لہٰذا،جو یہ یقین رکھتا ہے کہ کوئی اور خالق اور بادشاہ بھی ہے جو اس کائنات کا نظام چلارہاہے اور معاملات سے نمٹتا ہے اللہ کے علاوہ،تو اس نے انکار کیا اللہ کا جو واحد خالق ہے۔

ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

اکیلے اللہ کو اُس کے اوصاف کے ساتھ خالقِ کائنات تسلیم کر لینے کے بعد، انسانی ذہن کو چند سوال پریشان کرتے ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ہماری تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ ہمیں اللہ نے کیوں پیدا کیا؟ بہت سے لوگ یہ تصور رکھتے ہیں کہ خدا نے ہمیں اور کائنات کو بنا کر بے مقصد چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم اس کو مان لیں، تو مجھے بتائیں کہ اُس شخص، اُس انجینئر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہو گا جو ایک پیچیدہ مشین بناتا ہے، اور اگر ہم اُس سے پوچھتے ہیں کہ اس مشین کا مقصد کیا ہے؟ اور اگر وہ انجینئر کہے کہ کوئی مقصد نہیں، تو کیا ہم اُسے پاگل نہیں سمجھیں گے۔ اگر کوئی ہمارے دروازے پر دستک دے، اور جب ہم اُس سے پوچھیں کہ کیوں دروازہ کھٹکھٹایا، وہ کہے پتا نہیں۔ ہم پوچھیں کیا سوچ رہے تھے، وہ پھر کہے پتا نہیں، ہم اُس کے بارے میں کیا گمان کریں گے؟ اگر کوئی انسان بے مقصد کام کرے تو اسے ہم پاگل سمجھتے ہیں۔ ہم پھر خالقِ کائنات کے بارے میں یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ اُس نے اس کائنات کو بے مقصد پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المومنون، آیت (23:115) میں پوچھتا ہے: ''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے''؟ اسی طرح سورۃ آل عمران، آیت (191-3:190) میں اللہ بتاتا ہے: جو لوگ اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے، ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین اور آسمانوں کی ساخت پر غور و فکر کرتے ہیں۔ (وہ بے ساختہ بول اٹھتے ہیں) ''پروردگار، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے''۔ سورۃ الانبیاء، آیت (18-21:16) میں اللہ کہتا ہے: ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے۔ اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے اور بس یہی کچھ ہم نے کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے۔ مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے۔ آخر میں سورۃ الدخان، آیت (40-44:38)، میں اللہ کہتا ہے: یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنا دی ہیں۔ ان کو ہم نے برحق پیدا کیا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ ان سب کے اُٹھائے جانے کے لیے طے شدہ وقت فیصلے کا دن ہے۔ ہماری تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ ہمیں سورۃ ذاریات، آیت (58-51:56) میں بتایا ہے: میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے

کھلائیں۔اللہ خود ہی رازق ہے، بڑی قوت والااور زبردست ہے۔چونکہ وہ ہمارا خالق ہے اور ہم سے محبت کرتا ہے اس لئے ہمیں ذہنی سکون کے لیے صرف ذات باری کی ہی عبادت کرنی چاہئے۔ اسے مزید بڑھانے کے لئے سورۃ زمر، آیت (39:29) میں اللہ تعالیٰ ایک مثال دیتا ہے کہ ایک شخص وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خلق آقا شریک ہیں جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا شخص پورے کا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہے، کیاان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے۔کون امن وسکون میں ہو گا؟ ظاہر ہے وہ شخص جس کا ایک آقا ہے، وہ امن وسکون میں ہو گا اور وہ جس کے بہت سے آقا ہوں گے، اس کو ہر طرف سے حکم جاری ہوں گے۔کچھ لوگ یہ بھی سوال کر سکتے ہیں کہ "اللہ نے ہمیں عبادت کے لئے کیوں پیدا کیا؟ کیااس لئے کہ اُسے ہماری عبادت کی ضرورت ہے؟ کیاوہ اپنے وجود کو ثابت کرنا چاہتا ہے؟ ہر گز نہیں۔اللہ کو ہماری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اُسے کسی کی ضرورت ہے۔ایک حدیث قدسی میں اللہ فرماتا ہے کہ اگر سارے جن وانس میری اتنی عبادت کریں کہ وہ سب کے سب، سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں (نبیؐ) تو اُس کی بڑائی میں کوئی بڑھوتری نہیں ہوتی، اور اگر سارے جن وانس میری عبادت کا انکار کر دیں اور سب کے سب، سب سے بد کردار شخص کی طرح ہو جائیں (شیطان، فرعون) تو اُس سے میری بڑائی میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔اس سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اللہ کو ہماری عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ ہم انسانوں کو اللہ کے رنگ اختیار کرنے کے لئے اُس کی عبادت کرنا ضروری ہے۔اگر نہیں تو مجھے بتائیں، کیااللہ کو ہماری ضرورت ہے؟ نہیں۔کیااللہ کو ہم سے ہمارے صدقات، ہمارے کھانے اور پینے کی چیزوں کی ضرورت ہے؟ نہیں۔کیا ہمیں اُس کی نعمتوں اور رحمتوں کی ضرورت ہے؟ ہاں۔کیا ہمیں اُس سے رزق مطلوب ہے؟ ہاں۔تو پھر کیا ہمیں اُس کی عبادت محبت کے ساتھ نہیں کرنی چاہیے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں آزمارہاہے؟

دوسرا سوال جو لوگوں کے ذہن میں ابھرتا ہے وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیوں آزمارہاہے۔اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب، آیت (33:72-73) میں اس کا جواب دیتا ہے اور فرماتا ہے: ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو وہ اسے اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوئے اور ڈر گئے، مگر انسان نے اسے اٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ **یہ آیات اشارہ کرتی ہیں کہ جب اللہ نے خلافت کی امانت پیش کی ہو گی، اُس وقت اس کے منفی نتائج سے بھی آگاہ کیا ہو گا، یہی وجہ ہے کہ ساری مخلوقات نے اُس کو اُٹھانے سے انکار کیا، کیونکہ وہ اُس کے نتائج سے خوفزدہ تھے ماسوائے ظالم اور جاہل انسان کے** (اناللہ و اناالیہ راجعون)۔ امانت (نائب بننے) کا بوجھ اٹھانے کا ناگزیر نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں آزمایا جائے۔اگر ہم دنیاوی زندگی کا مشاہدہ کریں تو ہم دیکھیں گے کہ جب کسی کو کوئی عہدہ دینا ہوتا ہے تو اُس کا امتحان ضرور لیتے ہیں (C.S.S. etc.)۔دنیا کے امتحان کو پاس کرنے اور اللہ کا نائب بننے کے لئے ہمیں اُس کی ہدایات (قرآن) پر صدق دل سے عمل کرنا ہو گا، تاکہ **اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزادے اور اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے۔اللہ تعالیٰ بے شک غفور ورحیم ہے۔** کچھ لوگ کہیں گے کہ ہم نے کبھی آزمائش کا انتخاب نہیں کیا تھا کیونکہ ہمیں کچھ یاد نہیں۔آزمائش کا مقصد اَن دیکھے پر ایمان لانا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی بہت سی آیات میں بتایا ہے۔اگر ہمیں یہ یاد ہوتا، تب کون جرأت کر سکتا تھا کہ اللہ کی نافرمانی کرے۔امتحان ایمان بالغیب بے معنی ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس بات کو یقینی بنادیا ہے کہ کوئی کل قیامت والے دن یہ عذر پیش نہ کر سکے کہ ہمیں کچھ یاد نہیں تھا، اس لئے ہم آپ کی عبادت نہ کر سکے۔اس لئے سورۃالاعراف، آیت (7:172-174) میں اللہ تعالیٰ نبیؐ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں: اور اے نبیؐ لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جب کہ تمھارے ربّ نے بنی آدم کی پُشتوں سے اُن کی نسل کو نکالا تھا اور انھیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں تمھارا ربّ نہیں ہوں؟" انھوں نے کہا "ضرور آپ ہی ہمارے ربّ ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں"۔ اللہ کہتا ہے

کہ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ''ہم تو اس بات سے بے خبر تھے''۔ یا یہ نہ کہنے لگو کہ ''شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد میں ان کی نسل سے پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا''۔ دیکھو، اس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں، اور اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں میری طرف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امتحان کیا ہے؟

امتحان اس وقت شروع ہو گیا تھا جب آدمؑ نے ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا تھا اور انھیں جنت سے باہر نکال دیا گیا۔ اللہ کو معلوم تھا اولادِ آدم کو شیطان گمراہ کر دے گا کیونکہ اس نے اسے گمراہ کرنے کی طاقتیں دی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ، آیات (2:38-39) میں آدمؑ کو کہتے ہیں: ''تم سب یہاں سے اُتر جاؤ اور پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اُس ہدایت کی پیروی کریں گے، اُن کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہو گا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صحیفوں کے ساتھ انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجے ہیں۔ یہ حدیث امتحان کی وضاحت کرتی ہے، **مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ ایک حدیث (8633) میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی تو اس نے جبرائیلؑ کو اس کی سیر کے لیے بھیجا۔ جب جبرائیلؑ واپس آئے تو انھوں نے کہا: آپ کی عزت کی قسم جو کوئی اس کے متعلق سنے گا وہ ضرور اس میں داخل ہونا چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو ان اشیاء سے ڈھانپ دیا جن کا تقاضا روح نہیں کرتی اور جبرائیلؑ کو اس کی دوبارہ سیر کرنے کو کہا۔ حضرت جبرائیلؑ نے جنت کی دوبارہ سیر کی اور کہا: آپ کی عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم بنائی اور جبرائیلؑ کو اس کی سیر کو کہا۔ جبرائیلؑ نے جہنم کو دیکھا اور کہا: اے میرے آقا آپ کی عزت کی قسم جو کوئی بھی اس کے متعلق سنے**

گا، اس میں داخل نہیں ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خواہشات سے ڈھانپ دیا اور جبرائیلؑ کو پھر اس کی سیر کرنے کا کہا۔ جبرائیلؑ نے جہنم کو دیکھا اور کہا کہ اے میرے آقا آپ کی عزت کی قسم کوئی بھی اس میں داخل ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ یہاں میں اتنے سخت امتحان کے مراحل سے گزرنے کی وجہ کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم کسی کو کسی عُہدے کے لئے چنتے ہیں تو ہم اہل اور اپنے ہم خیال کو چنتے ہیں۔ اسی طرح، اللہ تعالیٰ بھی اپنے نائب کے لئے اُن کو چنے گا جو اہل ہیں اور جن میں اُس جیسی صفات ہوں گی۔ سورۃ بقرہ، آیت (2:138) کہتی ہے، کہو، "اللہ کا رنگ اختیار کرو، اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہو گا؟ اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے لوگ ہیں"۔ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ "اللہ کے رنگ سے کیا مراد ہے"؟ اللہ کے رنگ اُس کی صفات ہیں۔ اللہ الرحیم ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب بھی رحم کرنے والا ہو۔ اللہ الرحمان ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب رحمدل ہو۔ اللہ الغفور ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب معاف کرنے والا ہو۔ اللہ الصبور ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب ہر حال میں صبر کرنے والا ہو۔ اللہ الغنی ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب سخی ہو۔ اللہ العدل ہے؛ وہ چاہتا ہے کہ اُس کا نائب عادل ہو، وغیرہ، وغیرہ۔ دنیا کے نظام میں اُونچ نیچ اسی لئے ہیں تاکہ ہم میں یہ اوصاف پیدا ہو جائیں۔ کچھ لوگ پوچھ سکتے ہیں، وہ کیسے؟ اگر مجبور لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں رحمدلی کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اگر خاندان، دوست اور محروم لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں احساس کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ہم پر زیادتی کرنے والے لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں معاف کرنے کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ہم پر زیادتی کرنے والے لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں صبر کرنے کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اگر غریب لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں سخاوت کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ظالم اور مظلوم لوگ نہ ہوں، تو کوئی اپنے میں عدل کرنے کی صفت کیسے پیدا کر سکتا ہے، وغیرہ، وغیرہ۔ اسی طرح، جب کوئی کسی کو ہدایت کے ساتھ امانتاً اختیار اور مال و متاع اُس کے حوالہ کرتا ہے، تو وہ اُس سے غلط استعمال پر اُس کا کڑا حساب بھی لیتا ہے۔ جو میں نے اُوپر لکھا ہے، اسے میں ایک حدیث کے ذریعہ ایک الگ طریقہ سے سمجھاتا ہوں۔ **ترمذی، ابواب الزہد، حدیث 2350 میں عبداللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبیؐ کو کہا کہ اللہ کی قسم میں آپؐ سے محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ سوچ لو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اُس شخص نے تین دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ آپؐ سے محبت کرتا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ فقر، مصائب اور آلام کے لئے تیار ہو**

جاؤ۔ کیونکہ جو بھی مجھ سے محبت کرے گا اُس پر فقر، مصائب اور آلام تیز بہاؤ والے دریا سے بھی زیادہ تیزی سے آئیں گے۔ قرآن اس کو ایک اور انداز سے پیش کرتا ہے۔ سورۃ العنکبوت، آیت (29:2) میں اللہ فرماتا ہے کہ: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دئے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ سورۃ البقرہ، آیت (2:155) میں اللہ کہتا ہے کہ " ہم ضرور تمھیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے"۔ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے" ۔ اسی لئے سورۃ الاحزاب، آیت(33:22) میں اللہ فرماتے ہیں کہ "سچے مومنوں (کا حال اُس وقت یہ تھا) جب اُنھوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو پکار اُٹھے (اگرچہ وہ انتہائی کرب کی حالت میں تھے اور اُن کے کلیجے منہ کو آرہے تھے) کہ "یہ وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اُس کے نبیؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا، اللہ اور اُس کے نبیؐ کی بات بالکل سچی تھی"۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اُسے آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کیوں؟ کیونکہ جب ہم نے نبیؐ سے وفا کی ٹھانی، تو ہم نے اللہ سے وفا کی ٹھانی، اللہ کے نائب کے عہدے کی ٹھانی، اور جب عہدے کی ٹھانی تو وہ صفات بھی چاہئیں، جو مصائب و آلام کے بغیر پیدا نہیں ہوتیں۔ جسے یہ مل جائے وہ اپنے لئے دنیا کی تقدیر نہیں لکھتا، بلکہ وہ اپنے لئے آخرت کی تقدیر لکھتا ہے۔ ایک حدیث میں نبیؐ نے کہا کہ سب سے زیادہ نبی آزمائے گئے۔ جتنا اُونچا عہدہ اُتنی بڑی آزمائش۔ یہ دنیا کی زندگی ایک امتحان گاہ ہے، ہم اس دنیا میں جو وقت گزارتے ہیں وہ آخرت کے مقابلہ میں انتہائی قلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ المومنون، آیت(23:112) میں اللہ تعالیٰ یومِ جزا پوچھے گا "بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے"؟ وہ کہیں گے، " ایک دن یا ایک دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھیرے ہیں، شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے"۔ارشاد ہو گا تھوڑی دیر ٹھیرے ہو نا، کاش تم نے اُس وقت جانا ہوتا۔ اللہ ہمیں سورۃ الانعام، آیت(6:32) میں تنبیہ کرتا ہے "دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور ایک تماشا ہے۔ حقیقت میں آخرت ہی کا مقام اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا تم لوگ عقل سے کام نہ لوگے؟" اسے میں مزید علامہ اقبال کے ان اشعار کی تشریح سے واضح کرتا ہوں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
ہر کہ رمزِ مصطفیٰ فہمیدہ است — شرک رہ در خوف نادیدہ است

پہلے دو مصرے بتاتے ہیں کہ ہم اللہ کی محبت و عشق کی وجہ سے ہر آزمائش سے سر خرو ہو کر نکل سکتے ہیں۔ اللہ اور محمدؐ سے عشق کہنے، لکھنے اور تقریر کرنے سے نہیں ہوتا، اُن کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے اخلاق کو نبیؐ کے اخلاق کی طرح بنالیں گے تو دنیا میں اللہ کے دین کی مٹھاس سے اُجالا ہو جائے گا۔ ایسی محبت جس میں ہم نے رسولؐ کی اتباعِ کی ہو گی تو ہم اللہ کو پالیں گے۔ اور جو اللہ کو پالے وہ اپنی تقدیر خود لکھ لے۔ تیسرا شعر بتاتا ہے کہ جس کسی نے رمزِ مصطفیٰ کو پالیا، وہ شرک سے بچ جائے گا اور وہ ہر خوف سے آزاد ہو جائے گا، چاہے انسانوں کا ہو یا امتحانوں کا۔ یاد رکھو جس دل میں شرک بستا ہے اُس دل میں اوروں کا خوف بستا ہے، اُس دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ اور جس دل میں اللہ کا خوف نہ ہو، اُس دل میں اللہ اور اللہ کے نبیؐ کی محبت نہیں بس سکتی۔ مومن صرف اللہ سے ڈرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ جہاں سے چاہے اُس پر عذاب لا سکتا ہے۔ جیسا سورۃ الانعام، آیت (6:65) میں اللہ کہتا ہے، "کہو، وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اُوپر سے نازل کر دے، یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے، یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے"۔ آج ہم کم درجہ کے تیسرے عذاب میں مبتلا ہیں، یعنی ایک دوسرے کو قتل کرنے کے عذاب میں۔ اے ہمارے مالک، ہمارے سوہنے ربّ، ہمیں توفیق دے کہ ہم تجھ سے اور تیرے نبیؐ سے دل و جان سے محبت کریں، اور تیرے اور تیرے نبیؐ کے احکام پر عمل پیرا ہو کر تجھے راضی کریں۔ اے اللہ، اگر تو ہمیں امتحان میں ڈالے تو ہمیں توفیق بھی دینا کہ ہم امتحان میں پاس ہو جائیں۔ اے اللہ، تیری جہنم سے بہت ڈر لگتا ہے، وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔ اے اللہ، اُس سے ہمیں اپنی پناہ میں لے لے آمین !

سوال اُٹھتا ہے کہ یہ نظام کیسے چلتا ہے؟ اس پر میں نے اپنی کتاب "شیطانی تکون" کے شیطان کے باب میں، شیطان کو اُس کی دعا قبول ہونے کے بعد دی جانے والی قوتوں پر گفتگو کی ہے۔ یہ سب اُس عظیم امتحان کا حصہ ہیں۔ ہمیں اس صورت حال سے انتہائی خبر دار ہونا چاہیے، کیونکہ شیطان نے ہمیں گمراہ کرنے اور اپنے ساتھ جہنم کی آگ کا باسی بنانے کا پختہ عزم کیا ہوا ہے۔ اسی طرح شیطان کی طاقتوں کو برابر

کرنے کے لئے اولادِ آدم کو دی گئی حفاظتوں کا بھی بتایا گیا ہے، جن میں توبہ اہم ترین ہے۔ ہم سے گناہ ضرور سرزد ہوں گے لیکن ہم اُنھیں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے مٹا سکتے ہیں۔ایک حدیث نبویؐ میں ارشاد ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: میں دن میں کم از کم سو دفعہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ اس دنیا کا امتحان ہے ! میں اپنے قاری سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں: " اگر کوئی کمرہ امتحان میں کھیل تماشہ کرے، تو کیا وہ امتحان میں پاس ہو جائے گا" ؟ یقیناً اس کا جواب ہوگا نہیں۔ یہ دنیا بھی ایک کمرہ امتحان ہے، اگر ہم یہاں کھیل تماشہ کریں گے تو ہم آخرت کے امتحان میں فیل ہو جائیں گے۔اے لوگو، اگر تم نے اس امتحان کو پاس کرنا ہے اور ہمیشگی کے لئے امن و آتشی میں رہنا ہے، تو الہامی کتاب (قرآن) کو سمجھ کر پڑھو، اور اُس کے احکامات پر صدق دل سے عمل کرو۔

اللہ سے متواتر بخشش کی دعا کرتے رہو۔اے اللہ، ہمیں معاف فرما اور اُن میں سے بنا جن کو تو نے ہدایت یافتہ بنایا ہے۔آمین !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا؟

ایک اور سوال جو انسانی ذہن کو پریشان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد جب ہمارے جسم اور ہڈیاں گل سڑ کے راکھ ہو جائیں گی، تو دوبارہ ہمیں کیسے پیدا کیا جائے گا۔اللہ اس کا جواب سورۃ یسین، آیات (36:77-79) میں یوں دیتا ہے: کیا انسان دیکھتا نہیں ہے کہ ہم نے اُسے نطفہ سے پیدا کیا اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا؟ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے، " کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں" ؟اِس سے کہو، انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے پیدا کیا تھا، اور وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔ آج ہمیں معلوم ہے کہ ہر انسان کا ڈی این اے منفرد ہے، اور سائنسدانوں کو یقین ہے کہ مستقبل میں وہ کسی فرد کو اُس کے ڈی این اے سے دوبارہ پیدا کر سکیں گے۔

اللہ کو واحد مالک، خالق، رازق مان لینے کے بعد ہمیں اُس کی خوشنودگی کے لئے اُس کی ہدایت (قرآن) پر عمل کرنا ہوگا۔ کچھ لوگ شاید سوال کریں کہ ہم اس بات پر یقین کیسے کریں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ اس کا جواب سورۃ البقرہ، آیات (2:23-24) میں دیتا ہے اور کہتا ہے: اور اگر تمھیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اُتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کی مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلا لو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو، مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے، تو ڈرو اُس آگ سے، جس کا اِیندھن بنیں گے انسان اور پتھر جو مہیا کی گئی ہے منکرینِ حق کے لیے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کے سامنے چیلنج رکھ دیا ہے، اور اس چیلنج کو 1400 سال بعد بھی کوئی سر نہ کر سکا، اور نہ ہی کر سکے گا۔ اس سے یہ بات کسی شک و شبہ کے بغیر ثابت ہوتی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اے مسلمانو، اللہ کا کلام ہمیں کہتا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور اُمت کو فرقوں میں تقسیم نہ کرو۔ اس کی مزید وضاحت **سنن ترمذی، کتاب الایمان، حدیث 2565 میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبیؐ نے کہا، بے شک میری امت پر ایک دور آئے گا جیسا بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ جیسے جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے کھلم کھلا بدکاری کی ہوگی تو میری اُمت میں سے بھی ایسا (بدبخت) ہوگا جو یہ**

کام کرے گا۔ اور بے شک بنی اسرائیل بٹ گئے تھے 72فرقوں میں اور میری اُمت بٹ جائے گی 73فرقوں میں۔ سب جہنم میں جائیں ماسوائے ایک گروہ کے۔ صحابہ نے دریافت کیا وہ گروہ کون ہو گا؟ نبیؐ نے فرمایا وہ گروہ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو گا۔ اے مسلمانو، حضرت ابراہیمؑ نے ہمارا نام مسلم (اللہ تعالیٰ کی مرضی پر رضاکارانہ سر تسلیم خم کر کے امن و سکون حاصل کرنے والا) رکھا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو ہمیشہ بس مسلمان ہی کہنا چاہیے، اور ایک مسلمان امہ کی حیثیت سے ہمیں اللہ کی رسی قرآن کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے اور اُمت کو فرقوں میں نہیں بانٹنا چاہیے۔ محمدؐ اپنے آپ کو مسلم کہتے تھے، صحابہ کرامؓ اپنے آپ کو مسلم کہتے تھے، اور ہمیں بھی اپنے آپ کو صرف مسلم ہی کہنا چاہیے۔ اُمت کا اتحاد اُوپر دی گئی حدیث پر عمل پیرا ہو کر ہی ممکن ہے (قرآن و سنتِ نبیؐ)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے؟

ایک دفعہ ہمیں جب یقین ہو جائے کہ اللہ ہمارا آقا و مالک ہے، تو پھر سوال ابھرتا ہے کہ اُس پر ایمان کیسے لائیں اور اُس کی اتباع کیسے کی جائے؟ اس کا جواب مشہور حدیثِ جبریلؑ، بخاری، کتاب الایمان، حدیث 39 اور سنن ابن ماجہ، کتاب الایمان، حدیث 63 میں دیا گیا ہے۔ **جس میں حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن وہ رسول اللہؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص (حضرت جبریلؑ) آیا جس نے انتہائی سفید لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے بال نہایت سیاہ تھے۔ اسے ہم سے کوئی جانتا بھی نہیں تھا، اور اُس پر سفر کے اثرات بھی نظر نہیں آتے تھے۔ وہ رسول اللہؐ کے قریب بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے رسول اللہؐ کے گھٹنوں کے ساتھ ٹیک دیئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھا اور عرض کیا: "مجھے ایمان کے متعلق بتائیں، کہ ایمان کیا ہے"؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: "ایمان یہ ہے کہ ہم تصدیق کریں اللہ تعالیٰ کی، اس کے فرشتوں کی، اس کی کتابوں کی، اس کے پیغمبروں کی، یوم آخرت کی اور یہ کہ ہم تصدیق کریں تقدیر (دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، چاہے خیر ہو یا شر) کی۔ اُس شخص نے کہا کہ " آپؐ**

نے سچ کہا"۔ پھر اس نے عرض کی کہ "مجھے اسلام کے متعلق بتائیں کہ اسلام کیا ہے"؟رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ ہم گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، اور رمضان کے روزے رکھیں، اور اُس کے پاس زادراہ ہے تو بیت اللہ کا حج ادا کرے۔ اس شخص نے پھر عرض کیا کہ آپؐ نے سچ کہا۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ " مجھے احسان کے متعلق بتائیں کہ احسان کیا ہے" ؟رسول اللہؐ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح سے کریں جیسے کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ کیفیت ہونی چاہیے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ " مجھے آخرت کی گھڑی کے متعلق بتائیں"؟رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ " مجھے اس کی علامات کے متعلق بتائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ نبیؐ نے بعد میں صحابہ کو بتایا تھا کہ یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سیکھانے آئے تھے۔ میں اس حدیث پر تفصیلاً گفتگو کروں گا۔ رسول اللہؐ کی طرف سے جبریل امینؑ کے پہلے سوال (ایمان کیا ہے) کا نبیؐ نے جو جواب دیا وہ ایمان مفصل (عقائد کی تفصیل) بھی کہلواتا ہے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ میں ایمان لاتا ہوں اللہ پر، ملائکہ پر، اُس کی ساری کتابوں پر، اُس کے سارے پیغمبروں پر، قیامت کی گھڑی پر، قدرت پر (بھلے، برے کے ساتھ)، اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر۔ میں ایمان باللہ پر تھوڑی تفصیل سے گفتگو کروں گا، کیونکہ ایمان باللہ توحید کا اہم حصہ ہے۔ بقیہ پر اختصار کے ساتھ گفتگو کروں گا، تاکہ تصورات واضع ہو جائیں۔

1) **اللہ تعالیٰ پر ایمان:** یہ اسلام کا سب سے بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ہمیں ایک ربّ پر ایمان لانے کی تعلیم دیتا ہے، جو نہ خود جنا گیا اور نہ اُس نے کسی کو جنم دیا، اور نہ ہی اس کے مقدس اوصاف میں اس کا کوئی شریک ہے۔ وہ تنہا ہی زندگی عطا کرتا ہے اور موت کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ وہ تنہا خیر مہیا کرتا ہے، رنج والم میں مبتلا کرتا ہے، اور اپنی مخلوق کو روزی مہیا کرتا ہے۔ اللہ تنہا خالق ہے، آقا و مالک، پالنے والا، حاکم، منصف اور کائنات کا محافظ ہے۔ اس کے اوصاف و ربوبیہ میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، جیسے علم و اختیار وغیرہ۔

ہمارے ایمان کی بنیاد اس اصول پر ہے کہ ہماری تمام عبادات ، عقیدت و داد و تحسین کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے دوسرا ذرا بھی نہیں۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت توحید پر ہو ، اس کے اوصاف پر ایمان توحید پر ہو اور اس کے ساتھ محبت بھی توحید پر ہو۔ ان تصورات میں کسی قسم کی دراڑ اسلام کی اساس سے انکار ہے ۔ ایمان مجمل اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں مزید تشریح کرتا ہے۔ ایمان مجمل بیان کرتا ہے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَاءِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ أَحْكَامِهٖ إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہوں بالکل ایسے ہی جیسے اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ سے وہ فہم میں آتا ہے، اور میں اس کے تمام احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ یہ ایک گہرا بیان حلفی ہے جس میں ایک مسلمان حلفاً کہتا ہے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں اس کا ہمسر ہو اور پھر وہ عہد کرتا ہے کہ وہ قرآن پاک اور سنت رسولؐ میں دیئے گئے اس کے تمام احکامات کی پابندی کرے گا۔

یہ بیان ہمیں بتاتے ہیں کہ اس کی مخلوق میں کوئی اس جیسا نہیں، وہ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ وہ اُن تمام اسمائے حسنیٰ اور اوصاف عالیہ کا مالک ہے جو قرآن پاک اور احادیثِ رسولؐ میں مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اوصاف عالیہ کا بے مثل ہونا ہمارا بنیادی عقیدہ ہے، اور یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کامل اسمائے حسنیٰ اور اوصاف عالیہ کا مالک ہے ۔ اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہمیں بتاتے ہیں کہ اس کی طاقت کامل ہے، اس کا علم کامل ہے، اس کا حاضر و غائب کا علم کامل ہے۔ اس کے سمع و بصر کے اوصاف کامل ہیں۔ اس کی رحمت کامل ہے ۔ اس کا عدل و انصاف کامل ہے۔ اس کی حکمت و دانائی کامل ہے اور اس کی تمام صفات پاکیزہ، مقدس، بے عیب اور کامل ہیں۔ مزید برآں مخلوق میں سے کوئی اس کے اوصاف کاملہ میں اس کا شریک نہیں۔ **اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی وحدانیت اس بات پر ایمان لانا ہے کہ صرف اللہ کو حق حاصل ہے کہ اُس کی مخلوق اُس کی عبادت کرے۔ ہماری تمام نمازیں، ہماری رسومات اور ہماری عبادات خالص نیت کے ساتھ صرف اللہ کے لیے ہونے چاہییں۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ عبادت و اطاعت میں ہمارے پُر خلوص اور منفرد اعمال کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آقا و مالک ہونے کی وحدانیت پر ایمان کا مطلب ہے کہ صرف اللہ نے کائنات کی تخلیق کی ہے، اور وہی اس کا روزی رساں اور پالنے والا ہے، اور اُسے اپنی مخلوق پر مکمل ملکیت اور اقتدار حاصل ہے۔ اللہ اپنے اعمال کے سلسلے میں منفرد ہے اور اس کی**

مخلوق میں سے کوئی تخلیق کرنے اور انتظامات چلانے میں اُس کا شریک نہیں۔ کسی شک یا الجھن کے بغیر ان پہلوؤں پر ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہونا چاہیے۔ یہ صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل تھا۔ انھوں نے حقیقی اور عملی انداز میں اس کی تصدیق کی، جس کی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ اور اوصاف کی تصدیق کی۔ **امت محمدؐیہ کے اتحاد کی بنیاد صرف اسی اصول پر ممکن ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اُن اسماء و اوصاف کے بارے میں تصدیق کرنا جس کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی اور اس کی تردید کرنا جس کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی۔** اللہ تعالیٰ کے وجود کے تیرہ بنیادی اصول ہیں، جن کے بارے میں ہر اُس ذی شعور شخص کو معلوم ہونا چاہیے جس تک اسلام کی آواز پہنچی ہے۔ وہ یہ ہیں :

1) الوجود: اللہ تعالیٰ کے دائمی اور ہمیشہ قائم رہنے والے اوصاف کے ساتھ اس کے وجود پر ایمان لانا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا، اور وہ مادہ اور زماں و مکاں سے ماوراء ہے۔ اس کا وجود نہ تو زمانے کا پابند ہے، نہ مکاں کا، اور نہ ہی مادہ اور توانائی وغیرہ کی حدود کا (یہ سب چیزیں اس کے پیدا کردہ ہیں)۔ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران، آیت (3:2) میں کہتا ہے: اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی ہے، جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، حقیقت میں اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کوئی بھی ہستی جو اس معیار پر پورا نہیں اترتی وہ خدا نہیں ہو سکتی، وہ عبادت اور دعاؤں کے لائق نہیں۔ جیسے اُونٹ کی لید اُونٹ کے وجود کو ثابت کرتی ہے، اسی طرح ہمارا وجود اللہ کے وجود کو ثابت کرتا ہے۔

2) الوحدانیت: ایک اللہ پر بغیر کسی ثانی یا شریک کے ایمان لانا فرض ہے۔ سورۃ اخلاص، آیت (112:1) کہتی ہے کہ کہو، وہ اللہ ہے، یکتا۔ وہ اپنے اوصاف اور عمل میں منفرد و یکتا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اللہ وہ خالق ہے، جو عدم سے اشیاء کو وجود میں لاتا ہے اور کوئی دوسرا ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ کسی کو جواب دہ نہیں، اور دوسرے سب اس کو جواب دہ ہیں۔ آج سائنس تصدیق کرتی ہے کہ یہ کائنات ایک بہت بڑے دھماکے (بگ بینگ) سے پندرہ ارب سال پہلے عدم سے وجود میں آئی اور یہ پھیلتی جا رہی ہے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو چودہ سو برس پہلے بتا دیا تھا۔ سورۃ انبیاء، آیت (21:30) میں فرمان باری تعالیٰ ہے: کیا وہ لوگ جنھوں نے (نبی کی بات ماننے سے) انکار کر دیا غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انھیں جدا کر دیا اور اپنی قدرت سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ کیا وہ

(ہماری خلاقی کو) نہیں مانتے؟قرآن پاک میں ایک دوسری آیت کہتی ہے کہ وہ اس (کائنات) کو مسلسل پھیلا رہا ہے۔

3)**القدم**: اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے۔ وہ اس وقت بھی موجود تھا جب کسی چیز کا وجود نہ تھا، یعنی اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں۔ اس کے تمام اوصاف بھی دائمی ہیں۔ سورۃ الحدید، آیت (57:3) میں اللہ کا فرمان ہے کہ: وہی اوّل بھی ہے اور آخر بھی، اور ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی، اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے اوصاف کے سوا اور کسی کو دوام حاصل نہیں ہے۔

4)**البقا**: اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لازوال ہے۔ یعنی جب ہر چیز فنا ہو جائے گی، اس کا وجود برقرار رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے اوصاف کے علاوہ کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر فنا کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے، بغیر ابتدا کے اور ہمیشہ رہے گا بغیر انتہا کے۔

5)**القائم بنفس الصمد**: اللہ وہ مالک ہے جسے مصیبت میں پکارا جاتا ہے۔ جبکہ اسے کسی کی یا کسی چیز کی حاجت نہیں۔ اُس کا وجود کسی مدد یا ابتدا کے بغیر قائم ہے۔

6)**مخلوق** : میں سے کسی سے مشابہت نہیں: اللہ تعالیٰ نہ ہی اپنی ذات میں نہ ہی اپنی صفات میں اور نہ ہی اپنے افعال میں کسی سے مشابہت رکھتا ہے۔ اللہ سورۃ اخلاص، آیت (112:4) میں ارشاد فرماتے ہیں: کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔ کوئی اُس کے مشابہ نہیں، نہ زماں، نہ مکاں، نہ توانائی اور نہ مادہ۔

7)**القدرت**: اللہ کی قدرت پر ایمان لانا فرض ہے، جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی۔ وہ جس کو چاہے پیدا کر دے، جس کو چاہے فنا کر دے۔ سورۃ الحدید، آیت (57:2) میں اللہ فرماتا ہے: زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک وہی ہے، زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے، اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کی قوت و اختیار، علم و دانش کے امکانات کی حدود سے ماوراء ہیں۔

8)**الارادہ**: اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کی صفت سے متصف ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق کا ارادہ کیا اور وہ وجود میں آگئی۔ سورۃ بروج (16-85:12) میں ارشاد ربانی ہے: در حقیقت تمہارے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک ہے، بزرگ و

برتر ہے،اور جو کچھ چاہے کر ڈالنے والا ہے۔ سورۃ فاطر (35:2) میں فرمان الٰہی ہے: اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اُسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں۔ وہ زبردست اور حکیم ہے۔

9) **العلیم**: اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کہ علم صفت باری تعالیٰ ہے۔ یہ ذات باری تعالیٰ کی ابدی وازلی صفت ہے۔ اللہ کو علم ہے کہ اس نے کیا تخلیق کیا ہے اور کچھ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اُس نے تخلیق سے پہلے ہر چیز کو اس کی معمولی سے معمولی تفصیلات کے ساتھ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ دیا تھا۔ اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ سورۃ الحدید، آیت (57:2) میں اللہ فرماتا ہے: زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک وہی ہے، زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے، اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور سورۃ الزخرف، آیت (43:84) میں اللہ فرماتا ہے: وہی ایک، آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا، اور وہی حکیم و علیم ہے۔ اس کا علم مادہ، زمان و مکان سے ماوراء ہے ۔

10) **الحیّ**: اللہ تعالیٰ حیات ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ سورۃ فرقان، آیت (25:58) میں اللہ فرماتا ہے: اے نبیؐ اُس خدا پر بھروسہ رکھو جو زندہ ہے، اور کبھی مرنے والا نہیں۔ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو۔ ہماری زندگیوں کو روح اور جسم کے ملاپ کی ضرورت ہے۔ اللہ کی حیات اُس کی صفات ہیں۔ ہمارے وجود کا انحصار فقط اللہ تعالیٰ پر ہے۔

11) **السمیع**: اللہ تعالیٰ کی صفت سماعت پر ایمان لانا فرض ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ازلی وابدی صفت ہے۔ وہ قریب اور دور سب کو ایک جیسا سنتا ہے، کیونکہ وہ مکان کی حدود و قیود سے ماوراء ہے۔ وہ بغیر ذرائع کے اور بغیر آلات کے سنتا ہے۔ اس کی سماعتوں کو نہ ضعف ہے اور نہ کمزوری لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی ان میں تبدیلی آتی ہے ۔ جو کچھ با آواز بلند کہا جائے ، اور جو کچھ وہم و گمان میں ہو وہ بھی سنتا ہے ۔ سورۃ الشوریٰ، آیت (42:11) میں اللہ فرماتا ہے: .... کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوقات کو بیک وقت سن سکتا ہے اور ہر ایک کو انفرادی طور پر جواب دیتا ہے۔

12) **البصیر**: اللہ تعالیٰ کی صفت بصارت پر ایمان لانا فرض ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ازلی وابدی صفت ہے۔ اس صفت بصارت میں نہ ہی تنزلی ہے اور نہ ہی ترقی، کیونکہ اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے، جس میں نہ تبدیلی

ہوتی ہے، نہ ترقی۔ وہ ہمیشہ سے اپنی مخلوق کا نگہبان ہے۔ وہ ظاہر اور چھپے ہوئے دونوں کو ایک ہی طرح دیکھ سکتا ہے۔ سورۃ الشوریٰ، آیت (42:11) میں اللہ فرماتا ہے:.... کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ایک ہی وقت میں ایٹم سے لے کر کہکشاؤں تک کو دیکھ سکتا ہے، اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

13) **الکلام**: اللہ تعالیٰ کے کلام کی صفت پر ایمان لانا فرض ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ازلی اور ابدی خوبی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ حکم صادر کرتا ہے، منع کرتا ہے اور مطلع کرتا ہے۔ اس کا علم زبان و حروف اور عبارت کا پابند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء، آیت (4:164) میں کہتا ہے:.... ہم نے موسیٰؑ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ اس نے اپنے پیغمبروں سے جبرائیل کے ذریعے یا خوابوں کے ذریعے بالواسطہ طور پر بھی کلام کیا۔

میں اپنے قارئین کی توجہ اس حیرت انگیز حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ طبرانی کی کتاب الاوسط حدیث 9448 میں انسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبیؐ ایک دیہاتی کے پاس سے گزرے، وہ دعا کر رہا تھا۔ آپؐ رک گئے یہ سننے کے لئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اس دعا کے ثمر کو حاصل کرنے کے لئے، میں اپنے قاری کو مشورہ دوں گا کہ وہ تصوّر کرے کہ وہ یہ دعا خود مانگ رہا ہے۔ دیہاتی نے پہلے اللہ کی حمد کی پھر اللہ سے ہم کلام ہوا اور کہنے لگا: **اے اللہ تو وہ ہے جس کو آنکھ دیکھ نہیں سکتی، تو وہ ہے عقل جس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اے اللہ، تو وہ ہے جس کی کوئی تیری شان کے مطابق تعریف نہیں کر سکتا۔ اے اللہ، تو وہ ہے جسے حالات و واقعات تبدیل نہیں کر سکتے۔ تو وہ ہے جو وقت سے خائف نہیں۔ اے اللہ، تو وہ ہے جسے ہر پہاڑ کا صحیح وزن معلوم ہے، تو وہ ہے جسے سمندروں کا حجم معلوم ہے، تو وہ ہے جسے زمین پر گرنے والے قطروں کی تعداد معلوم ہے۔ اے اللہ، تو وہ ہے جسے دنیا کے سارے درختوں میں موجود پتوں کی صحیح تعداد کا علم ہے۔ تو وہ ہے جسے ہر چیز کی تعداد اور اُن کی تفصیل معلوم ہے۔ اے اللہ تو وہ ہے جس کی وجہ سے دن اپنی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور رات اپنے اندھیرے میں چھپتی ہے۔ اے اللہ، تو وہ ہے جس سے ایک آسمان دوسرے آسمان کی چیزوں کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا، اور نا ہی زمین کی ایک تہ دوسری تہ کو پوشیدہ رکھ سکتی ہے۔ اے اللہ، تو وہ ہے جس سے پہاڑوں کے گہرے اور اندھیرے غار کسی چیز کو چھپا نہیں سکتے، تجھ سے سمندروں کی گہرائیاں کچھ چھپا نہیں سکتیں۔ اے اللہ، میری زندگی کے**

آخری حصہ کو سب سے اچھے حصہ بنادے، میرے سب سے اچھے عمل کو اس دنیا میں میرا آخری عمل بنا دے۔اے اللہ، میری زندگی کا سب سے اچھا دن اُس دن کو بنادے جب میں تجھ سے ملوں گا۔آمین! یہ ایک لمبی حدیث ہے، یہ ہمیں اللہ کو اُس کی عظمت کے ساتھ سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

اختتامیہ: ہمارا حال عجیب ہے، اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور ہم نے دوسروں کی عبادت شروع کر دی۔اللہ ہمیں رزق بہم پہنچاتا ہے، وہ ہماری شکر گزاری کا حقدار ہے، ہم نے جواب میں اُس کو چھوڑ کر دوسروں کا شکریہ ادا کرنا شروع کر دیا۔اللہ نے ہمیں اپنی محبت سے نوازا جو ماں کی ممتا سے ستر گنا زیادہ ہے، اور ہم نے نافرمانی اور گناہ سے اُس کا جواب دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سورۃ الزمر، آیت (39,67) میں کہتا ہے: ''ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے۔(اُس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے) قیامت کے روز پوری زمین اُس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُس کے دستِ راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور بالاتر ہے وہ اُس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔خوش ہو جاؤ، اے انسانو، جو لوگ اپنے گناہوں کے نتائج کے بارے میں فکر مند ہیں، ہمارا رحیم ربّ سورۃ الزمر، آیت (39:53-54) میں ہمیں تسلی دیتے ہوئے نبیؐ کو کہتے ہیں کہ ہمیں بتادیں: '' کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ غفور و رحیم ہے۔پلٹ آؤ اپنے ربّ کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے، قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر کہیں سے تمھیں مدد نہ مل سکے۔اے انسانو، ہمارے رحیم ربّ نے یہ نہیں کہا کہ وہ یہ اور یہ گناہ معاف کرے گا اور نہ ہی یہ کہا کہ اتنے گناہ، اس نے کہا سارے گناہ معاف کرے گا۔اے اللہ، ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں! دوسری طرف اگر کسی سے جرم سرزد ہو جائے، دنیاوی عدالتیں اسے سخت سزا دیتی ہیں۔اللہ ہمیں امید دلاتا ہے کہ اگر ہم معافی مانگ کر اُس کی طرف رجوع کر لیں تو وہ ہمارے سارے گناہ معاف کر دے گا۔اللہ ہم گناہگاروں کو بتا رہا ہے، '' اے میرے بندو، تم دن کو گناہ کرتے ہو اور تم رات کو گناہ کرتے ہو، اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں۔ مجھ سے معافی مانگو میں تمھیں معاف کر دوں گا۔ شکریہ اللہ! تو سب سے زیادہ رحیم تھا، ہے اور رہے گا، ہم تیرے عاجز بندے ہیں، براہ مہربانی ہمیں معاف کر دے۔آمین! اس بات پر زور دینے کے لئے سورۃ الاحزاب، آیت (33:41-44) میں اللہ ہم سے کہتا ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کو کثرت سے یاد کرو

اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرتے رہو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اُس کے ملائکہ تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے، وہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔ جس روز وہ اُس سے ملیں گے، اُن کا استقبال سلام سے ہو گا۔ اور اُن کے لئے اللہ نے بڑا باعزت اجر فراہم کر رکھا ہے۔ اسی طرح سورۃ الاعراف، آیت (7:156) میں کہتا ہے: ''میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے''۔ سبحان اللہ۔ یہ اللہ ہے رحیم ربّ۔ (ہمیں اللہ پر ایمان لانا ہو گا اور معافی مانگنی ہو گی، تاکہ ہمارے گناہ معاف ہو جائیں)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندے، اگر تو میرے خلاف گناہ کرے اور مجھے نظر انداز کرے، بیس سال، ساٹھ سال یا زیادہ، اور پھر زندگی میں ایک دن تجھے مجھ سے معافی مانگنے کا خیال آ جائے، اور کہے '' اے میرے ربّ'' ۔ میں یہ کہہ کر جواب دیتا ہوں، ''اے میرے بندے تجھے کیا چاہیے''؟ اور اگر وہ کہے ''اے اللہ مجھے معاف کر دے''۔ تو وہ جواب دیتا ہے، '' اے میرے بندے میں پہلے ہی تیرے سارے گناہ معاف کر چکا ہوں''۔ سبحان اللہ! اے انسانو، کیا یہ ربّ ہماری عبادت کا حقدار نہیں؟ کیا یہ ربّ دن ورات ہمارے حمد و ثناء کا حقدار نہیں؟ کیا یہ ربّ اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ ہم اُس سے مدد مانگیں، رزق مانگیں، اپنی حاجت مانگیں، شفا وغیرہ مانگیں۔ کیا ہم، اپنے ربّ کی محبت کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اُسے ہم سے ہے؟ وہ کہتا ہے جو دل میں آئے کرو، یہاں تک کہ موت کے وقت سے پہلے تم توبہ کے ساتھ مجھ سے رجوع کر لو اور میرے ساتھ کسی کو میرا شریک نہ ٹھراؤ، تو میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ یہ ہے ہمارا رحیم ربّ، اللہ۔ آیئے ہم اپنے آپ کو عاجزی کے ساتھ اُس کے آگے سر بسجود ہو جائیں، چاہے رات کو ہو، یا عوام میں، وضو کے ساتھ ہو یا بغیر وضو کے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، بس اللہ کی طرف لوٹ آؤ۔ وہ پہلے سے جانتا ہے کہ ہم نے چھپ کے یا کھلے میں کیا کیا ہے۔ جب ہم اپنے ہاتھ بلند کر کے کہتے ہیں، اے اللہ، میں نے تیرے در پر دستک دی ہے، مجھے معاف کر اور اپنی رحمت میں لے لے۔ ان شاء اللہ، اللہ ہمیں ضرور معاف کرے گا اور اپنی رحمت میں لے لے گا۔ اگر خدانخواستہ، اللہ معاف نہ کرنے کا فیصلہ کر لے، تو پھر کون ہمیں معاف کر سکتا ہے، اور ہمیں اپنی رحمت میں لے سکتا ہے۔ کوئی نہیں! دنیا کی ساری دولت ایک گناہ معاف نہیں کرا سکتی۔ محض اللہ کی رحمت ہی معافی کا سبب بن سکتی ہے۔ اے اللہ، ہمارے سارے گناہ معاف کر دے اور ہمیں صراط المستقیم پر چلا دے جو تجھ تک جا

تا ہے۔ آمین ! اے اللہ، ہم میں اپنی محبت کو پنہاں کر دے تاکہ ہم تجھ سے دل کی گہرائیوں سے پیار کریں اور اپنی جدوجہد سے تجھے راضی کریں۔ آمین !

2) **فرشتوں پر ایمان:** اسلام میں مسلمان قرآن پاک میں بتائی گئی اَن دیکھی دنیا پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس دنیا میں سے فرشتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے نمائندگان ہیں، ان میں سے ہر ایک کسی خصوصی ذمہ داری پر معمور ہے۔ ان کو آزادانہ مرضی حاصل نہیں، یعنی ان میں حکم عدولی کی صلاحیت نہیں، ان کی فطرت اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اُٹھائی گئی ہے۔ وہ اللہ کے خادم ہیں جو اس کے احکام بجا لاتے ہیں۔

3) **اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان:** ہم مسلمانوں کو اُن تمام کتابوں پر ایمان لانا پڑتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء پر نازل کیں ہیں۔ ان کتابوں میں حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے، حضرت موسیٰؑ کی تورات، حضرت داؤدؑ کی زبور، حضرت عیسیٰؑ کی انجیل اور قرآن کریم شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستائیس کتابیں نازل کیں جن میں سے چار کا تذکرہ قرآن میں کیا گیا ہے۔ ان تمام کتابوں کا ماخذ ایک ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، ایک بنیادی پیغام کے ساتھ، کہ تمہارا ربّ صرف ایک اللہ ہے۔ چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے اس لیے اُس نے اسے قیامت تک محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔

4) **سب انبیاء پر ایمان:** ہم مسلمانوں پر صرف حضرت محمدؐ پر ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام اقوام میں ایک مرکزی پیغام کے ساتھ انبیاء کو مبعوث کیا کہ ''اکیلے اللہ کی عبادت کرو''۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کم و پیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے ایمان لائیں، اگرچہ قرآن کریم میں صرف پینتیس انبیاء کا تذکرہ ہے۔ حضرت محمدؐ اللہ کے آخری رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اپنے آخری پیغام کے ساتھ مبعوث کیا۔ قرآن کا پیغام انسانیت کے لیے آخری اور دائمی ہے۔ کسی ایک پیغمبر کو مسترد کرنے کا مطلب ہے کہ ہم نے تمام انبیاء کو مسترد کر دیا۔ نبیؐ پر ختمِ نبوت کا انکار بھی اللہ اور اُس کے نبیوں کا انکار ہے۔

5) **قیامت پر ایمان:** مسلمانوں کو اس گھڑی پر ایمان لانا لازم ہے جب کائنات کا خاتمہ ہو جائے گا اور سمیٹ لی جائے گی، جب تمام جاندار اور غیر جاندار اشیاء ملائکہ سمیت ختم ہو جائیں گے، صرف ذات باری تعالیٰ باقی رہ جائے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا فرشتوں کو دوبارہ زندہ کرے گا، اور بعث بعد الموت کا دن قائم ہو جائے گا۔ اس دن ہمیں اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ اس دن ہم

سب کو اکٹھا کیا جائے گا اور ہر فرد سے اس دنیا میں گزاری ہوئی زندگی کے متعلق سوال کیا جائے گا (اے اللہ، ہمیں بچالے)۔ جن کے عقائد درست اور اعمال صالح ہوں گے وہ آخر کار جنت میں داخل ہو جائیں گے، اور جنھوں نے کفر کیا ہو گا، جنہوں نے شرک کیا ہو گا اور جو منافق ہیں وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ طلب کرتے ہیں اس سے کہ ہم تیرا انکار کریں، تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں یا ریا کریں۔ آمین!

6) تقدیر پر ایمان (اچھی بری اللہ کی طرف سے ہے): اللہ تعالیٰ نے ہمیں افعال و اعمال کے انتخاب میں اپنی مرضی کی آزادی دی ہے۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ہمیں کہاں تک اپنی مرضی کا اختیار حاصل ہے۔ انہوں نے اپنا ایک پاؤں اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ ہم صرف اپنا ایک پاؤں اوپر اٹھا سکتے ہیں اور دوسرا نہیں۔ ہمیں اپنے افعال و اعمال پر صرف اتنا ہی اختیار ہے۔ ہمیں پیروی کرنے کے لیے عقیدہ و ایمان منتخب کرنے کی آزادی ہے، اور ہم اپنے انتخاب کے نتائج کے ذمہ دار ہوں گے۔ مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر مکمل اختیار حاصل ہے اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے، اور اس کی مرضی اور اس کے مکمل علم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اس کو امر الٰہی یا تقدیر کہا جاتا ہے۔ اس لیے ہمارا ایمان پکا ہونا چاہیے کہ ہمارے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے وہ امر الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پورے علم میں ہوتا ہے۔ ہمیں تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اس کی مزید وضاحت سورۃ بقرہ آیت (2:177) میں کی گئی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخرت کو اور ملائکہ کو اور اس نازل کردہ کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، اور مسکینوں اور مسافروں پر، اور مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اُسے وفا کریں، اور تنگی و مصیبت کے وقت حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔

ایمان کیا ہے پر اختتامیہ: یہ بیانات ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک مسلمان پر اللہ پر کائنات کے خالق اور رازق کی حیثیت سے ایمان لانا لازم ہے۔ ایک مسلمان پر فرشتوں پر ایمان لانا لازم ہے، جنہیں ہم دیکھ نہیں

سکتے (اللہ تعالٰی نے انہیں کائنات کا نظام چلانے کے لیے پیدا کیا ہے)۔ایک مسلمان پر اللہ تعالٰی کی نازل کردہ تمام کتابوں پر ایمان لانا لازم ہے، جو انسانوں کی راہنمائی کے لئے نازل کی گئیں۔ایک مسلمان پر اللہ تعالٰی کے تمام مبعوث کردہ انبیاء پر ایمان لانا لازم ہے، آدمؑ سے لے کر محمدؐ تک۔ایک مسلمان پر لازم ہے کہ قیامت کے دن پر ایمان لائے۔اس پر لازم ہے کہ وہ تقدیر پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے کہ اچھا یا برا سب اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔اور ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ زندہ کیے جانے والے دن پر ایمان لائے جہاں تمام جن وانس کو احتساب کے لیے جمع کیا جائے گا۔اے اللہ، ہم کو ان میں شامل کر جو اس دن کامیاب وکامران ہوں گے۔آمین۔

حضرت جبرائیلؑ کے پوچھے گئے دوسرے سوال کہ ’’اسلام کیا ہے‘‘ کا جو جواب رسول اللہؐ نے دیا تھا، انہیں اسلام کے پانچ ستون بھی کہا جاتا ہے۔ **صحیح بخاری، کتاب الایمان، حدیث 8 میں حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی تعمیر پانچ ستونوں پر کی گئی ہے۔اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔** رمضان کے روزے رکھنا۔بیت اللہ کا حج کرنا۔پہلا ستون ہے ’’لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ ‘‘کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔یہ ستون بتاتا ہے کہ اللہ کی عبادت توحید کے ساتھ کیسے کرنی ہے۔اسے پہلا کلمہ توحید کہتے ہیں۔

توحید کیا ہے؟

توحید، اللہ کی وحدانیت پر یقین کرنے کو کہتے ہیں۔ایک دفعہ جب ہم اللہ کو اپنا واحد خالق مان لیتے ہیں، تو ہمیں اُسے اُس کے اوصاف سے پہچان کر اُس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت (17:23) میں فرمان باری تعالٰی ہے: تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اُس کی۔ سورۃ نساء، آیت (4:36) میں ارشاد ربانی ہے: اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ سورۃ اخلاص، آیت (112:4) میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: اور (مخلوقات میں) کوئی کسی چیز میں اُس کا ہمسر نہیں۔ پس اللہ تعالٰی نے انکار کیا ہے کہ اس کی اپنی مخلوق سے کوئی مشابہت ہے، اور اُس نے تصدیق کی ہے کہ اس کے اوصاف اُس کی شایان شان کے مطابق کامل ہیں، ساری تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اللہ کے اُن اوصاف پر ایمان لائیں جو اُس نے

بتائے ہیں۔ یہ اوصاف صرف اس کے لیے منفرد ہیں اور مخلوق کے اوصاف سے مشابہت نہیں رکھتے۔ دلائل توحیدِ باری تعالیٰ پر منتج ہوتے ہیں، جو اسلامی توحید کے تین ضروری اصولوں میں سے ایک ہے۔ جو یہ ہیں: 1) یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ نے ہی کائنات کو پیدا کیا ہے۔ 2) وہ اکیلا ہی اس کا پالنے والا اور قائم رکھنے والا ہے۔ 3) اور اپنی مخلوقات پر اس کو مکمل ملکیت اور اقتدار حاصل ہے۔ اس کا اقتدار اس کا وجود اور اس کی توحید کائنات میں نشانیوں اور فطرت میں منظم منصوبہ بندی کے مشاہدے سے ثابت ہیں۔

توحید کی اقسام

توحید کی چار اقسام ہیں جن پر ہمیں سمجھ کر عمل کرنا چاہیے۔ وہ یہ ہیں:

1) **توحید ربوبیت:** یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ نے تنہا کائنات کی تخلیق کی ہے، وہ تنہا رازق اور اسباب مہیا کرنے والا ہے، قائم رکھنے والا ہے، اور وہ تنہا اپنی مخلوقات کا کامل مالک و مقتدر ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے کہ کائنات کی تخلیق اور نظم و نسق چلانے میں اور مخلوق میں سے کوئی اس عمل میں اُس کا شریک نہیں۔ سورۃ اعراف، آیت (7:45) میں اللہ تعالیٰ اس بات کو واضح کرتے ہوئے فرماتا ہے: بلاشبہ تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوا، وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور ستارے پیدا کیے۔ سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار اسی کے لیے امر ہے۔ اسی کے لیے خلق ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا پروردگار۔ اور قرآن پاک میں سورۃ اسراء، آیت (17:23) میں فرمانِ الٰہی ہے: تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر اسی کی۔ سورۃ النساء (4:36) میں فرمان باری تعالیٰ ہے: اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے توحید ربانی کے بارے میں فرمایا۔ **سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث: 4034 میں حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے گہرے دوست، میرے محبوب ﷺ نے مجھے نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ وہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہ کر دیں یا تمہیں زندہ جلا دیں۔ اور کبھی اپنی فرض نماز جان بوجھ کر ترک نہ کرنا۔ جس نے جان بوجھ کر**

اسے ترک کیا، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے نکل گیا۔ اور شراب سے دور رہنا کیونکہ یہ تمام غلط کاریوں کی چابی ہے۔ الحمدللہ ! اکثر مسلمان توحید کے اس پہلو پر متفق ہیں۔ اور اُن کا ایمان ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی مخلص تابع فرمانی اور عبادات کا حقدار ہے۔ ہماری نمازیں، ہماری رسومات، اور ہماری عبادات، نیت و اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کے لئے ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ نے اکیلے ہی کائنات کو تخلیق کیا ہے، وہ اُس کا ربّ اور پالنہار ہے، اور سب چیزیں اُس کی ملک ہیں، اور اُس کی مخلوق میں سے کوئی تخلیق اور نگہداشت میں اُس کا شریک نہیں۔ اس پہلو میں ہمارا عقیدہ واضح ہونا چاہیے، جس میں کوئی ابہام، الجھن یا ناپسندیدگی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ نبیؐ اور صحابہ کا طریقہ ہے۔ اے اللہ، ہمارا ایمان ہے کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے تیرے۔ براہ کرم ہمیں شیطان کے وسوسوں سے بچا اور ہمیں جنتیوں میں شامل فرما۔ آمین !

2) **توحید الوہیت:** عبادت و بندگی کی توحید آقا و مالک کے ایک ہونے کا براہ راست نتیجہ ہے۔ چونکہ صرف ایک ہی مالک و آقا ہے، اس لیے ہمارے تمام اعمال و عبادات، ظاہری ہوں یا باطنی، قولی ہوں یا فعلی وہ تنہا ذات باری تعالیٰ کے لیے ہونی چاہئیں۔ ہمیں اللہ کے علاوہ کسی چیز یا کسی شخص کی بندگی نہیں کرنی چاہیے۔ وہ کوئی بھی ہو، حتیٰ کہ رسول اللہؐ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ توحید ہمیں سبق دیتی ہے کہ ہماری تمام عبادات، ہماری وابستگیاں، ہماری محبت و احترام، سب کے سب خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا محبوب حقیقی ہے۔ سورۃ اسراء، آیت (17:23) میں فرمان الٰہی ہے: تیرے ربّ نے فیصلہ کر دیا کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اسی کی۔ سورۃ النساء (4:36) میں فرمان ہے: اور تم اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ہماری عبادات اور وابستگیاں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اس طرح ہونی چاہیے کہ جو وہ کہے، وہ ہم کریں اور جس سے منع کرے اس سے منع ہو جائیں۔ یعنی ہم خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے اُس کی عبادت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ:

i) ہماری **ساری بدنی عبادات خالص اللہ کے لئے ہیں**

سورۃ الانعام (6:162-165) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمدؐ، اعلان کر دو کہ میری نمازیں، میرے مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ، ربّ العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ کہو، کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور ربّ تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا ربّ ہے؟ ہر شخص جو کماتا ہے، اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، کوئی

بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا، پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے،اُس وقت وہ تمہارے اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا۔ وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا، تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلہ میں زیادہ بلند درجے دیئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک تمہارا ربّ سزادینے میں بھی بہت تیز ہے اور بہت درگزر کرنے اور رحم فرمانے والا بھی ہے۔اسی طرح سورۃ الاعراف، آیت (7:158) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محمدؐ، کہو اے انسانو، میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی، پر، جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے۔ اس سے نتیجہ اخذ ہوا کہ ہماری ساری بدنی عبادات اکیلے اللہ کے لئے ہونی چاہیے، اور ہمیں قرآن کی تعلیمات اور سنتِ نبیؐ پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ اللہ کے علاوہ کسی کے آگے جھکنا یا سجدہ کرنے کو عبادت میں شرک کہتے ہیں، اور اللہ کے احکام کے خلاف کسی مخلوق کی تعمیل کرنے کو شرک فی الاتباع کہتے ہیں۔ جو کچھ ابھی ہم نے پڑھا ہے اس پر زور دینے کے لیے اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ، آیت (9:31) میں ارشاد فرماتا ہے: انھوں نے اپنے علماء، پادریوں، ربیوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا ربّ بنالیا ہے۔ اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا، وہ جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ اوپر دی گئی آیت کی تفسیر احسن البیان میں ایک حدیث میں دی گئی ہے۔ جس میں عدی بن حاتم طائی جو ابھی عیسائی تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا، اُس نے نبیؐ سے اُوپر دی گئی آیت کے حوالہ سے سوال کیا کہ عیسائیوں اور یہودیوں نے کبھی اپنے پادریوں اور ربیوں کی پوجا نہیں کی، تو پھر قرآن نے کیوں کہا کہ ہم نے اُنہیں خدا بنالیا ہے۔ نبیؐ نے اُس سے سمجھاتے ہوئے پوچھا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ جو ربّ نے حلال کیا تھا، ربیوں اور پادریوں نے حرام کیا، اُن کے ماننے والوں نے اُس کو اپنے اوپر حرام کیا، اور جو ربّ نے حرام کیا تھا، ربیوں اور پادریوں نے اُسے حلال کیا، اُن کے ماننے والوں نے اُس کو اپنے اوپر حلال کیا؟ نبیؐ نے کہا یہی تو خدا ماننا ہے۔ کیونکہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ کا ہے۔ آج مسلمان اہلِ کتاب کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ قانون بنانے

اور تبدیل کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ تاویل اور تفسیر میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اللہ کے علاوہ کسی کو احکامات تبدیل کرنے کا اختیار نہیں۔ اے اللہ، ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھنا۔ آمین !

ii) ہماری سب تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں

سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں ہم الحمدللہ پڑھتے ہیں، ساری تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ ہم کسی اور کی اللہ کی صفات کی وجہ سے تعریف نہیں کر سکتے۔ ہمیں سب کی عزت کرنی چاہیے، لیکن تعریف صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ جب ہم کسی کی تعریف کرتے ہیں تو ہم ہمیشہ ماشاءاللہ (اللہ نے چاہا) کہتے ہیں، ہم تعریف کا رُخ اللہ کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

iii) ہماری تمام قربانیاں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں

سورۃ الانعام، آیت (6:162) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے محمدؐ، اعلان کر دیں کہ میری نماز، میری تمام قربانیاں، میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حج، آیت (22:34) میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ (اُس اُمت کے) لوگ اُن جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں۔ پس تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اسی کے تم مطیع فرمان بنو۔ اے نبیؐ بشارت دے دو عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو۔ مزید اللہ تعالیٰ سورۃ حج، آیت (22:37) میں ارشاد فرماتا ہے: نہ اُن (قربانی) کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ اس نے ان کو تمہارے لیے مسخر کیا ہے تاکہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو۔ اور اے نبیؐ بشارت دے دو نیکوکار لوگوں کو۔ ہماری ساری مالی اور جانوروں کی قربانیاں اللہ کے نام پر ہونی چاہییں، نہ کسی پیر کے لیے، نہ کسی ولی کے لیے اور نہ ہی کسی اور کے لیے، ہاں اجر جسے چاہئیں پہنچائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرہ، آیت (2:173) میں ارشاد فرماتے ہیں: اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ، خون اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہم مسلمان عہد کرتے ہیں کہ ہماری قربانیاں چاہے جان کی ہوں، مالی ہوں یا جانوروں کی، ساری کی ساری صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے اللہ، ہمیں شرک کی تمام اقسام سے محفوظ رکھ۔ آمین !

iv) ہماری تمام دعائیں اور التجائیں اللہ سے ہیں

جامع ترمذی کی حدیث 3293 اور سنن ابو داؤد کی حدیث 1479 میں رسول اللہ ؐ کا ارشاد ہے کہ دعا کرنا عبادت ہے، اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ یعنی عبادت کا نچوڑ ہے۔ سورۃ المؤمن، آیت (40:64-66) میں فرمان الٰہی ہے: وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا۔ جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی۔ جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ ہے (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا ربّ ہے۔ بے حساب برکتوں والا ہے وہ کائنات کا ربّ ہے۔ وہی زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کو تم پکارو اپنے دین کو خالص کر کے۔ ساری تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اے نبیؐ ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو ان ہستیوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو (میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں) جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بیّنات آ چکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں۔ کچھ لوگ شاید سوال کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کس طرح رابطہ کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب سورۃ البقرہ، آیت (2:186) میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ سے کہتا ہے: اے نبیؐ میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں، تو انہیں بتا دو کہ میں ان کے قریب ہی ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار کو سنتا اور جواب دیتا ہوں۔ لہٰذا انہیں چاہیے کہ میری دعوت پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں (یہ بات انہیں سنا دو) شاید کہ وہ راہِ راست پا لیں۔ مزید سورۃ المؤمن، آیت (40:61) میں فرمان الٰہی ہے: وہ اللہ ہی ہے۔ جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو، اور دن کو روشن کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ ہی نے دن اور رات بنائے اور وہی ہے جو تمام انسانوں پر نوازشات کی بارش برسا رہا ہے، اور اس کے باوجود انسانوں کی اکثریت اس کا شکر ادا نہیں کرتی، بلکہ وہ اس کی مخلوق (فانی انسان، سورج، چاند وغیرہ وغیرہ) کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں شیطان نے انسان کو دھوکے میں مبتلا کیا ہے تاکہ وہ غیر اللہ کو پکارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ہم بھول جاتے ہیں کہ یہ دنیا کمرہ امتحان ہے؛ یہاں ہمیں قرآن و سنت کے نصاب پر سختی سے عمل کرنا ہوگا۔ ہم جو کچھ چاہتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو آزمانے کی جگہ بعد کی زندگی ہے۔ غیر اللہ سے دعا کرنا یا اُسے

پکارنے کو دعا کا شرک کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المؤمن، آیت (116-117 :23) میں ارشاد فرماتا ہے: پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہِ حقیقی، کوئی خدا اس کے سوا نہیں، مالک ہے عرش عظیم کا۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو اس کا حساب اس کے ربّ کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ اے اللہ، ہمیں شرک کی تمام اقسام سے بچا۔ آمین!

V) ہمارے تمام ارادے اور نیتیں خالصتاً صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں

نیت کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول قرار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ سوۃ اللیل، آیت (92:18-20) میں بتایا گیا ہے: جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اُس پر کسی کا کوئی احسان نہیں، جس کا بدلہ اُسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے ربّ برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے ۔ اسی طرح سورۃ بقرہ، آیت (2:272) میں ارشاد ربانی ہے: جیسا کہ تم اپنی دولت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے ہو، جو کچھ تم خرچ کرتے ہو، تمہیں اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تمہیں تمہارے جائز حق سے ذرا بھی محروم نہیں کیا جائے گا۔ بخاری شریف کی پہلی حدیث میں رسول اللہؐ ارشاد فرماتے ہیں: **اعمال کا دارومدار صرف نیت پر ہے، اور ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہو گی۔ (مثلاً) جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے لیے ہجرت کی ہو گی، اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے، یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو گی، تو اس کی ہجرت ویسی ہی تصور ہو گی جیسی اس نے نیت کی تھی۔** ہمارے اعمال وزنی اُس صورت میں ہوں گے اگر ہماری نیت خالص اللہ کے لیے ہو گی۔ اگر ہماری نیت اور عزم غیر اللہ کی جان بوجھ کر پوجا کرنے کی ہے، تو اُسے نیت کا شرک کہتے ہیں۔ اے اللہ، ہماری نیت کو اپنی رضا کے لیے خالص کر دے۔ اے اللہ، ہمیں ہر قسم کے شرک سے بچا۔ آمین!

vi) ہماری حقیقی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے

ہماری حقیقی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، پھر رسول اللہؐ کے لیے اور پھر دوسروں کے لیے۔ سورۃ البقرہ، آیت (2:165) کہتی ہے: جو اللہ کے سوا دوسروں کو اُس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں، اور اُن کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ کاش، جو کچھ عذاب کو سامنے دیکھ کر اُنھیں سوجھنے والا ہے وہ آج ہی ان

ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حقیقی محبوب ہے اور ہمیں اس کی بندگی اسی طرح کرنی چاہیے۔ لیکن بد قسمتی سے ایسے مسلمان بھی ہیں جو اللہ سے زیادہ دوسروں سے محبت کرتے ہیں، اسے محبت کا شرک کہتے ہیں۔ یعنی مخلوق یا اشیاء کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرنا۔ اللہ، ہمیں اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب سے بچائے۔ آمین! اے اللہ، ہمارے دلوں میں اپنی محبت راسخ کر دے تاکہ ہم جی بھر کر تجھ سے محبت کر سکیں اور اپنی انتہائی کوشش سے تجھے راضی کر سکیں۔ اے اللہ، ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ رکھ۔ آمین!

توحید الوہیت پر تبصرہ

توحید الوہیت وہ توحید ہے جس میں شیطان مسلسل انسانوں کو گمراہ کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے۔ وہ انسانوں کے ذہن میں یہ بات ڈالتا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے وسیلہ چاہیے۔ ہم بھول جاتے ہیں کہ وسیلہ وہاں چاہیے ہوتا ہے جہاں کوئی ہمیں جانتا نہ ہو، اور وہ علیم نہ ہو۔ جب کہ اللہ العلیم ہی نہیں ہے، بلکہ اُس نے مستقبل میں سارے رونما ہونے والے واقعات ہماری پیدائش سے پہلے ایک کتاب میں لکھ کر رکھ دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اُس نے ہر چیز کو انسان کے لئے پیدا کیا اور انسان کو اپنے لئے پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ نے تسلسل سے انسانوں کے لئے اپنے نبی اور کتابیں بھیجیں، لوگوں کو صراط المستقیم بتانے کے لیے۔ یہ وہ مقصد ہے جس کے لیے کائنات بنائی گئی اور اصول وضع کئے گئے۔ یہ وہ توحید ہے جس پر نبیوں اور اُن کے لوگوں میں تنازعات پیدا ہوئے۔ نتیجتاً، ضدی تباہ ہوئے اور ایمان والے بچا لیے گئے۔ جو اس توحید سے بہک گیا اور اس نے اپنی عبادت اور محبت کا کچھ حصہ غیر اللہ کے لیے رکھا، وہ اسلام کی حدود سے باہر نکل گیا اور صحیح عقیدہ سے دور ہو گیا۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ آمین! سورۃ القصص، آیت (28:87-88) میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے، اے نبیؐ، ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللہ کی آیات جب تم پر نازل ہوں تو کفار تمھیں اُن سے باز رکھیں۔ اپنے ربّ کی طرف دعوت دو اور ہر گز مشرکوں میں شامل نہ ہو اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس ذات کے۔ فرماروائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔ یہی وجہ ہے

نبیؐ نے ہمیں ہدایت کی جیسا کہ مروی ہے جندبؓ سے، صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث 1183 میں، جس میں کہا گیا ہے کہ **نبیؐ نے اپنی رحلت سے پانچ دن قبل کہا کہ آپؐ نے کسی کو اپنا دوست بنانے سے مجبوری ظاہر کی کیونکہ اللہ نے اُنھیں اپنا خلیل بنالیا ہے، جیسے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنا دوست بناتے تو وہ ابو بکرؓ ہوتے۔ پھر اُنھوں نے کہا، خبردار رہنا، تم سے پہلے آنے والے لوگوں نے اپنے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت کی جگہ بنالیا تھا۔ میں تمھیں اس سے منع کررہاہوں۔** اے مسلمانو، ہم مزارات کیسے بنا سکتے ہیں جبکہ نبیؐ نے ہمیں منع کیا ہے، اور ہم فانی ہستیاں جو مر گئی ہیں اُن سے کیسے مانگ سکتے ہیں، جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ وہ مردہ ہیں زندہ نہیں؟ اے مسلمانو، شرک کرنے سے پرہیز کرو، اِس شرک سے بھی جس کا ہمیں احساس نہیں کہ کسی کو ہم اللہ کا ہمسر بنارہے ہیں۔ یہ سب سے گھناؤنے شرک ہیں۔ شرک اصغر سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، جیسے ریاکاری، دکھلاوا اور شرک قسمیہ، یعنی اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانی، جیسے پیر وغیرہ کی۔ اے مسلمانو، توحید الٰہیہ، وہ توحید ہے جس میں سب سے زیادہ شرک کیا جاتا ہے۔ ہمیں شرک کی اصطلاح کو سمجھنا چاہیے، اور یہ بات ہم پر واضح ہونی چاہیے کہ یہ توحید کی ضد ہے۔ جس کا انجام جہنم ہے۔ سورۃ النساء، آیت (4:48) میں کہتی ہے: اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھرایا اُس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ تصنیف کیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔ اسی طرح قرآن کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: جنھوں نے شرک کیا اور توبہ نہ کی، اُس بندے کے سارے نیک عمل ضائع ہو جائیں گے، اور اس کو جہنم میں سزا ملے گی۔ اور اسی طرح: سورۃ المائدۃ، آیت (5:72) میں اللہ کہتا ہے:.... جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا اُس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ سورۃ الذاریات، آیت (51:50-51) میں اللہ، نبیؐ کو کہتا ہے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ: پس دوڑو اللہ کی طرف، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، میں تمہارے لیے اُس کی طرف سے صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔ یہی وہ وجہ ہے جس کی وجہ سے ہمیں شرک سے اجتناب کرنا چاہیے اور اپنے بیوی، بچوں، دوستوں اور سارے مسلمانوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دینی چاہیے، اور اُس کا کسی کو ہمسر

نہیں ٹھہرانا چاہیے۔اسی لئے ابراہیمؑ،اسحاقؑ،یعقوبؑ اور لقمان نے اپنے بچوں کو نصیحت کی تھی جو سورۃ البقرہ، آیت (2:132-133) میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ: اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیّت یعقوبؑ اپنی اولاد کو کر گیا تھا۔اُس نے کہا تھا کہ " میرے بچو، اللہ نے تمہارے لیے وہی دین پسند کیا ہے لہٰذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا"۔ پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ اِس دنیا سے رُخصت ہو رہا تھا؟اُس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا: "بچو، میرے بعد کس کی بندگی کروگے"؟اُن سب نے جواب دیا: " ہم اُسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ نے خدا مانا ہے، اور ہم سبھی اُس کے مسلم ہیں"۔اسی طرح سورۃ لقمان، آیت (31:13-19) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اُس نے کہا: " بیٹا، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے" ۔اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اُسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اُس کا دودھ چھوٹنے میں لگے (اسی لیے ہم نے اُس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا، میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تُو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تُو نہیں جانتا (یعنی جو قرآن اور حدیث نبوی سے ثابت نہیں)، تو اُن کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ، مگر پیروی اُس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اُس وقت میں تمھیں بتادوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو۔(اور لقمان نے کہا تھا) کہ "بیٹا کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اُسے نکال لائے گا۔ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔ بیٹا، نماز قائم کر، نیکی کا حکم دے، بدی سے منع کرنا، اور جو مصیبت بھی آن پڑے اُس پر صبر کرنا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرنا، نہ زمین پر اکڑ کر چلنا، اللہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کرنا اور اپنی آواز کو پست رکھنا، سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے"۔ اللہ کے بعد ہمیں ہر معاملہ میں اپنے والدین کی اطاعت کرنی چاہیے ماسوائے اگر وہ اللہ کے ساتھ ہمسر بنانے کو کہیں۔ اے لوگو، ان ڈبہ پیروں کے آداب اور رکھ رکھاؤ کو تو دیکھو، وہ اُوپر دی گئی آیات سے متصادم ہیں۔ اے

مسلمانو، اگر اب بھی تمہیں یقین نہیں ہوا، تو بتاؤ کہ اللہ کا محبوب کون ہے؟ ظاہر ہے محمدؐ۔ اللہ کے بعد سب سے زیادہ ہم سے کون محبت کرتا ہے؟ پھر محمدؐ۔ اگر اللہ اپنی طاقتیں کسی کو دیتا (جو اُس نے نہیں دیں) تو کس کو دیتا؟ وہ محمدؐ ہی ہوتے۔ کیا محمدؐ نے کبھی دعویٰ کیا کہ اللہ نے اُنھیں اپنی طاقتیں دی ہیں؟ نہیں۔ تو پھر ہم یہ طاقتیں فوت شدہ ولیوں کو کیسے دے سکتے ہیں؟ فوت شدہ ولی ہمیں جانتے تک نہیں، قرآن بتاتا ہے کہ وہ یومِ حساب اپنے ماننے والوں کی عبادات کا انکار کریں گے، وہ تو ہمیں ہمارے باپ کے برابر کا پیار بھی نہیں دے سکتے۔ کیا ولیوں کے پاس نبیؐ سے زیادہ طاقتیں ہو سکتی ہیں؟ نہیں۔ منطق کے لحاظ سے ہمیں نبیؐ کی عبادت کرنی چاہیے تھی، اگر اس کی اجازت ہوتی۔ اگر اللہ اپنی طاقتیں ولیوں کو دے دیتا تو سارا نظام تباہ ہو جاتا۔ ایک مثال سے اسے سمجھتے ہیں۔ ایک شخص ایک پیر کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے بارش چاہیے، اور دوسرا دوسرے پیر کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ بارش نہ ہو۔ ایک کہے گا ہمیں معتدل موسم چاہیے، دوسرا کہے گا ٹھنڈا چاہیے اور تیسرا کہے گا گرم موسم چاہیے، وغیرہ وغیرہ، سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ واپس آتے ہیں اُس پر جو ہم نے پہلے اخذ کیا تھا، یعنی اگر ہم نبیؐ کی عبادت کرنا چاہیں، تو مجھے بتائیں کہ نبیؐ سے زیادہ کون ہم سے محبت کرتا ہے اور لا محدود اختیار بھی رکھتا ہے؟ بلا شک و شبہ وہ اللہ ہے۔ کس نے نبیؐ کو ہماری ہدایت کے لئے بھیجا؟ وہ اللہ ہی ہے۔ کون ساری طاقتوں کا مالک ہے؟ بلا شک و شبہ وہ اللہ ہے۔ کیا منطق پھر یہ نہیں کہتی کہ ہمیں سب سے زیادہ اللہ سے محبت اور اُس اکیلے ہی کی ہی عبادت کرنی چاہیے۔ سورۃ زمر، آیت (39:29) میں پہلے گذر چکا ہے جہاں اللہ ایک مثال ہمیں تدبر کرنے کے لئے دیتا ہے۔ ایک شخص ہے اُس کا ایک مالک ہے اور ایک شخص ہے جس کے بہت سارے مالک ہیں جو اُسے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ ایک کہے گا یہ کر دوسرا کہے گا وہ کر وغیرہ، وغیرہ۔ کون سکون میں ہو گا؟ ظاہر ہے جس کا ایک مالک ہے۔ اے مسلمانو، کیا ہم توجہ نہیں دیں گے؟

میں نے جو توحیدِ الٰہیہ پر لکھا ہے اُس پر مزید زور دینے کے لئے دو حدیثیں پیش کر رہا ہوں۔ جامع الترمذی، حدیث 2516، کتاب صفۃ القیامۃ میں ابن عباس سے مروی ہے، کہ میں **ایک مرتبہ (سواری پر) نبی اکرمؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا، اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ، ہمیشہ اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ، اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب تو مانگے تو اللہ تعالیٰ سے ہی مانگ اور اگر مدد طلب کرو تو صرف اسی سے مدد طلب کرو اور جان لو کہ اگر پوری امت اس بات**

پر متفق ہو جائے کہ تمہیں کسی چیز میں فائدہ پہنچائیں تو بھی وہ صرف اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے پر اتفاق کر لیں تو ہر گز نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ عبداللہ بن عباسؓ نے حضور اکرمؐ سے روایت کیا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہ بارہ کلمات تورات، انجیل، زبور اور قرآن سے ماخوذ ہیں۔ جو صاحب ایمان اُنھیں دیکھے، اس پر عمل کرے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہو جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ " اے فرزندِ آدم، روزی کا غم نہ کھا اس وقت تک جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے اور میرا خزانہ کبھی خالی نہیں ہو گا۔ اے فرزندِ آدم، ظالم بادشاہ اور امیر کبیر سے مت ڈر، جب تک میری سلطنت قائم ہے، اور وہ ہمیشہ کیلئے ہے۔ اے فرزندِ آدم، کسی سے کچھ مت مانگ جب تک تو مجھے پائے اور مجھے جب تک چاہے گا، پائے گا۔ اے فرزندِ آدم، میں نے سب چیزیں تیرے لئے بنائی ہیں، اور تجھے اپنے لئے۔ پس تو اپنے آپ کو دوسروں کے دروازے پر رسوا مت کر۔ اے فرزندِ آدم، جس طرح میں تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا، اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کی روزی مت مانگ۔ اے فرزندِ آدم، جب میں سات آسمان، عرش، کرسی اور سات زمینوں کو پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوا، تیرے پیدا کرنے اور روزی دینے سے عاجز نہیں ہوں گا۔ اے فرزندِ آدم، جس طرح میں تیری روزی فراموش نہیں کرتا، تو بھی میری عبادت مت چھوڑ اور میرے حکم کے خلاف مت کر۔ اے فرزندِ آدم، جس قدر میں نے تیری قسمت میں رکھ دیا ہے، اس پر راضی رہ اور نفس اور شیطان کی خواہشوں سے دل کو مت بہلا۔ اے فرزندِ آدم، میں تیرا دوست ہوں تو بھی میرا دوست بنا رہ اور اپنے دل کو میری محبت اور عشق کے غم سے خالی نہ رکھ۔ اے فرزندِ آدم، میرے غصے سے بے باک مت ہو، جب تک تو پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل نہ ہو جائے۔ اے فرزندِ آدم، تو مجھ پر اپنی مصلحت کے باعث غصہ ہوتا ہے، جبکہ تو اپنے نفس پر میری رضامندی کیلئے غصہ نہیں ہوتا۔ اے فرزندِ آدم، اگر تو میری تقسیم پر راضی ہو جائے، تو تو اپنے آپ کو میرے عذاب سے چھڑا لے گا، اور اگر تو اس پر راضی نہ ہوا تو میں تیرے نفس کو تجھ پر مقرر کر دوں گا، تاکہ تیرا نفس جانوروں کی طرح تجھے جنگلوں میں دوڑاتا پھرے۔ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی تجھے کچھ حاصل نہ ہو گا مگر اس قدر جو میں نے تیرے لئے مقرر کیا ہے۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ میں آتے ہیں کہ جانتے بوجھتے تیرا شریک ٹھہرائیں اور تجھ سے معافی طلب کرتے ہیں اُس شرک کے لئے جس کا ہمیں علم نہیں۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید اسماء حسنیٰ وصفات

توحید اسماء حسنیٰ وصفات کا اقرار کرنے کا مطلب ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کی صفات میں کوئی اُس کا ہمسر نہیں۔ یہ توحید دو اصولوں پر مبنی ہے۔

1) **اقرار**: اُس کا اقرار کرنا جس کا اللہ نے اقرار کیا ہے اپنی کتابوں میں، یا وہ ہیں جن خوبصورت ناموں اور مخصوص صفات کی نبیوں نے تصدیق کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان اور عظمت کے لائق ہیں، اُن کے معنی سے انحراف یا تحریف کئے بغیر ایمان لانا۔ ہمیں اُن کی حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے اور نہ ان پر بحث کرنی چاہیے (کیونکہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے)۔ سورۃ الشوریٰ، آیت (42:11-12) کہتی ہے :.... کائنات کی کوئی چیز اُس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے، اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ اُس نے کہہ دیا کہ کوئی اس کی مخلوق میں سے اُس کے مشابہ نہیں۔ اس کی صفات مکمل اور اس کے شایانِ شان کمال کی ہیں، اور ساری بڑائی اُسی کے لئے ہے۔

2) انکار: انکار کرنا کہ اللہ میں خامیاں ہیں اور ہر اس چیز کا انکار کرنا جس کا اللہ نے انکار کیا ہے۔ سورۃ الشوریٰ، آیت (42:11-12) کہتی ہے: کائنات کی کوئی چیز اُس کے مشابہ نہیں، وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں، جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تُلا دیتا ہے، اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ اُس نے انکار کر دیا ہے کہ کوئی اس کی مخلوق میں سے اُس کے مشابہ نہیں ہے۔ اس کی صفات مکمل اور اس کے شایانِ شان کمال کی ہیں، اور ساری بڑائی اُسی کے لئے ہے۔

3) سمع و اطاعت کی توحید: قرآن و سنتِ رسولؐ کی اطاعت میں مکمل اخلاص۔ سورۃ آل عمران، آیت (3:32) میں اللہ کہتا ہے: اُن سے کہو "اللہ اور اُسکے رسولؐ کی اطاعت قبول کرو"۔ ان شاءاللہ! اے اللہ ہمیں اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کرنے کا عزم و قوت عطا فرما۔ آمین!

توحید پر اختتامیہ

سورۃ الاعراف، آیت (7:180) میں ارشاد ربانی ہے: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے اس کو اچھے ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے۔ مندرجہ بالا آیت نے صفات باری تعالیٰ میں کسی قسم کی شراکت کے دروازے بند کر دیے ہیں، پھر ہم کس طرح صفات باری تعالیٰ میں اُس کی مخلوق کو شریک بنا سکتے ہیں۔ لوگ اُس محبت کرنے والے آقا و مالک کی صفات میں شریک بناتے ہیں، جس نے عدم سے پُر شکوہ کائنات کو پیدا کیا اور جو ہم سے ستر محبت کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ ہم حاجت روائی کے لیے دوسرں کو پکارنے کا دھوکہ کیسے کھا سکتے ہیں اُن سے جن کے پاس ہماری ضروریات پوری کرنے کی کوئی قوت و اختیار نہیں ہے۔ جہالت کی بنا پر ہم اس کے اوصاف میں انسان (جس کو موت آتی ہے) اُس کو اللہ کا شریک بناتے ہیں، وہ جو ہم سے اتنی محبت بھی نہیں کر سکتے جتنی کہ ہمارے والد ہم سے کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی محبت کا انکار ہے، لہٰذا یہ شرک ہے جسے معاف نہ کرنے کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ آیئے انسانی اوصاف پر نظر ڈالتے ہیں۔ ایک انسان خواہ نیکوکار ہو یا گناہ گار، اگر اسے خوراک نہ دی جائے تو وہ مر جائے گا، اگر قضائے حاجت نہ کر سکے تو مر جائے گا، اگر آکسیجن نہ ملے تو مر جاے گا اور اگر وہ چند دن سو نہ سکے تو مر جائے گا۔ اُوپر سے بھول جانے والا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ "جو چیز ڈھل جائے (ڈھلنا، سونا، بھول جانا، ضرورت مند ہونا، مر جانے والا اور تباہ ہونے والا) وہ عبادت کے لائق نہیں"۔ ایسی غیر دائمی ذات کو اللہ کی خدائی یا اُس کے دائمی اوصاف میں شریک نہیں کیا جا سکتا۔ شیطان ہمیشہ گمراہ عالموں اور خائن لوگوں کی مدد سے اُن کے جاہل پیروکاروں کو بیوقوف بناتا ہے اور شیطان کے چیلے روپیہ پیسہ بٹورنے کے لیے اپنے پیروکاروں کو حقیقی اور سچے دین سے دور کرتے ہیں۔ **جوں ہی آپ انہیں پیسے دینا بند کر دیں گے وہ آپ کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔ اگر وہ ہی کچھ ہوتے جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، تو وہ اپنے پیروکاروں میں دولت تقسیم کرتے نہ کہ عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کے لیے اُن سے نذرانے وصول کر کے اپنے پاس دولت کا ڈھیر نہ لگاتے، تاکہ شاہانہ زندگی گذار سکیں۔** اللہ ہی غنی ہے باقی سب اُس کے محتاج ہیں، اور جو محتاج ہیں اُن کی پوجا نہیں ہو سکتی۔ آیئے اب ہم اپنے محبوب رسول اللہؐ کے کردار پر نظر ڈالتے ہیں جن کی اطاعت کا ہم دعویٰ کرتے ہیں۔ بخاری شریف

(کتاب:12 حدیث:813) میں حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ **انھوں نے مدینہ میں رسول اللہؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی جب آپؐ نے سلام پھیرنے کے بعد نماز مکمل کی تو جلدی سے اٹھے اور صفوں کو عبور کرتے ہوئے ازواج مطہراتؓ کے حجروں میں سے ایک میں گئے۔ آپؐ کی تیزی پر لوگ فکر مند ہوئے۔ رسول اللہؐ واپس آئے تو لوگوں کو اپنی تیزی پر حیران پایا اور انھیں بتایا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے گھر میں سونے کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ وہ میری توجہ اللہ کی بندگی سے ہٹادے اس لیے میں نے اسے خیرات کرنے کا حکم دیا ہے۔** سبحان اللہ ! اللھم صل علی محمد و بارک وسلم۔ اے اللہ، لاکھوں کروڑوں درود و سلام بھیج نبیؐ پر، اور ہمارے دلوں کو حبِ دنیا سے پاک کردے۔ آمین !

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ولی اللہ کون ہے ؟ ولی اللہ، وہ عالم ہے جو دین اسلام کو جانتا ہے، اور دین اسلام کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ یعنی وہ عالم با عمل ہوتا ہے۔ ولی اللہ ہمیشہ ہمیں اللہ کی طرف بلائے گا نہ کہ اپنی طرف، کیونکہ سورۃ قصص (28:87) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : اور ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللہ کی آیات جب تم پر نازل ہوں تو کفار تمہیں ان سے باز رکھیں۔ اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہر گز مشرکوں میں شامل نہ ہو اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔ رسول اللہؐ نے صفات باری تعالیٰ میں سے کبھی کسی کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا اور وہ ہمیشہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔ اسی طرح سچے اولیاء لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور بلائیں گے، پھر یہ پیر اور ان کے پیروکار دوسروں کو اللہ کی صفات کا حامل کیسے بناتے ہیں، اور لوگوں کو اُن کی طرف کیسے بلاتے ہیں۔ یاد رکھو کوئی العلیم، البصیر، السمیع، اور حاضر و ناظر نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے، کیونکہ ان صفات کے حامل ہونے کے لیے زمان و مکان اور مادہ سے ماوراء ہونا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہیں، واحد معبود جو خالق ہے، وہ کائنات کی تمام مخلوقات کو پالنے والا اور روزی دینے والا ہے۔ وہ واحد ذات ہے، جو قیادت، عبادت اور دعا میں وحدانیت کی مستحق ہے۔ سورۃ الفرقان (25:77) میں ارشاد الٰہی ہے : اے محمدؐ، کفار سے کہہ دو : اللہ صرف تمہاری دعاؤں کی وجہ سے تم پر توجہ دیتا ہے۔ سورۃ الشعراء (26:213) میں ارشاد ہے : پس اے نبیؐ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ سورۃ الاعراف (7:180) میں فرمان الٰہی ہے : اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس کا

بدلہ پاکر رہیں گے۔ آخر میں توحید باری تعالیٰ کا مطلب ہے کہ ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ ہم اللہ کی مدد سے پہاڑوں کو ہٹا سکتے ہیں (حسبی اللہ، اللہ میرے لئے کافی ہے)۔ میں اسے ایک مثال سے سمجھاتا ہوں۔ جب حضرت ابراہیمؑ کو اُس بڑی آگ میں ڈالنے لگے تھے جو چالیس دن جلتی رہی، جبریلؑ اور دوسرے ملائکہ ابراہیمؑ کے پاس آئے اور اُن سے دریافت کیا کہ وہ اُن کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے اُن کی مدد لینے سے انکار کر دیا کیونکہ اُن کو اللہ پر زیادہ بھروسہ تھا۔ یاد رکھو اللہ ہمارے لئے کافی ہے، اُس کی مدد پر ہی ہمیں بھروسہ کرنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام اور اُس کے اوصاف

آیئے ہم اللہ کے منفرد ناموں اور صفات کا مطالعہ کرتے ہے۔ سنن بیہقی (حدیث: 48) میں حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: **اللہ کے ننانوے نام اور اوصاف ہیں اور جو کوئی انہیں زبانی یاد کرتا ہے اور ان کی تلاوت کرتا ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔** مندرجہ ذیل اللہ تعالیٰ کے اوصاف و صفات ہیں۔ اللہ کے اوصاف اس کے اسمائے حسنیٰ کہلاتے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت (17:110) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے نبی، ان سے کہو، اللہ کو، اللہ کہہ کر پکارو، یا رحمٰن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو، اس کے لیے سب سے اچھے ہی نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ حشر، آیات (59:22-24) میں فرماتے ہیں کہ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور حاضر ہر چیز کا جاننے والا، وہی رحمن اور رحیم ہے، وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ہی جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے۔ اس کے لیے بہترین نام ہیں، ہر

چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کی تسبیح کر رہی ہے اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔ آیئے کچھ اسماء و اوصاف الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔

ربّ: ہر چیز مہیا کرنے والا، روزی رساں، زندگی اور موت دینے والا۔ ایسے اوصاف کی حامل اور کوئی ذات نہیں۔ یہ بات ہمارے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتی کہ ہم اپنے ربّ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مدد حاصل کریں۔ اے اللہ، ہمیں اس دنیا میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور ہمیں آخرت میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ، تو میرا ربّ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ اور غلام ہوں، میں اپنے عہد اور وعدوں کو اپنی بہترین قابلیت اور اہلیت کی حد تک پورا کروں گا میں ان گناہوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے، میں ان رحمتوں اور نوازشوں کو تسلیم کرتا ہوں اور پہچانتا ہوں جن سے تو نے مجھے سرفراز کیا، میں اُن تمام گناہوں کو قبول کرتا ہوں جن کا میں نے ارتکاب کیا ہے۔ براہِ کرم مجھے معاف کر دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ آمین!

1) **الرحمٰن:** سب سے زیادہ محبت و شفقت کرنے والا، سب سے زیادہ احسان کرنے والا، سب سے زیادہ عظمت و وقار والا۔ وہ تمام مخلوقات کے لیے خیر و بھلائی اور رحم کا حکم دیتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی اور فراخ دل، سب سے زیادہ احسان کرنے والا، سب سے زیادہ انعام و اکرام عطا کرنے والا ہے، ، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرحمن کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یا رحمٰن ہمیں تیری محبت فیاضی اور ہمدردی کی ضرورت ہے۔ براہِ کرم ہمیں معاف کر دے۔ آمین!

2) **الرحیم:** سب سے زیادہ رحم و کرم کرنے والا۔ وہ جو سب سے زیادہ مہربانی کا سلوک کرتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ مہربان ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرحیم کے علاوہ کسی اور سے دعا و استدعا کریں۔ یا رحیم، ہم تیرے رحم و کرم کے طلب گار ہیں، براہِ کرم ہم پر رحم و کرم فرما۔ آمین!

3) **الملک:** مطلق العنان حکمران، اولوالامر آقا، کامل تسلط و اقتدار کا مالک، جس کا اقتدار ہر قسم کی کجی و خامی سے پاک ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا کا اعلیٰ ترین

حکمران ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الملک کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگیں۔اس لیے ہمیں صرف اور صرف اللہ سے ڈرنا چاہیے۔اے اللہ، ہم تیرے غلام ہیں، ہم تیرے غلام کے بیٹے ہیں اور تیری لونڈی کے بیٹے ہیں اور ہم تیرے غلام ہیں۔ہماری مائیں تیری لونڈیاں ہیں، ہمارے باپ تیرے غلام ہیں۔ہماری پیشانیوں کے بال تیرے ہاتھوں میں ہیں۔ہماری ذات پر تیرا حکم چلتاہے۔ہمارے متعلق تیراہر فیصلہ برحق ہے اور عدل وانصاف پر مبنی ہے۔اے اللہ، ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں تیرے ان سب ناموں سے جن سے تونے خود کو پکارا ہے، یااپنی کتاب میں وحی کیا، یااپنے غلاموں میں سے کسی کو سکھایا، یاجن کا علم تونے اپنی ذات تک رکھا۔اے اللہ، قرآن کو ہمارے دل کی زندگی، ہمارے سینے کی روشنی، ہمارے دکھوں کا مداوا،اور ہماری تشویش اور فکرمندی کی نجات کاذریعہ بنا دے۔یامالک،تُو ہمارااعلیٰ ترین حکمران ہے، شیطان کے وسواس سے ہماری حفاظت فرما۔آمین!

4)القدوس: خامیوں کمزوریوں کجیوں اور نقائص سے پاک، مقدس ترین،کامل ترین۔وہ واحد ذات جو ہر قسم کے ادھورے پن سے پاک ہے،نہ اس کے بچے ہیں،نہ حریف۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے وابستہ تمام خامیوں سے پاک ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اپنے معاملات کے لئے اللہ،القدوس کے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھیں۔کیونکہ اس کے مقدس اوصاف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔یاقدوس،تُو سب سے پاکیزہ و مقدس ہستی ہے۔اے اللہ، ہماری صراط المستقیم کی طرف رہنمائی فرما۔آمین !

5)السلام: امن و سلامتی کا گہوارا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ امن و سلامتی کا ضامن ہے، تو پھر اس بات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم معاملات کے لئے اللہ، اسلام کے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھیں۔اگر ہم اس کی ہدایت پر عمل کریں گے تو سلامتی حاصل کر لیں گے۔اے اللہ، ہمارا سینہ کھول دے، ہمارے کام کو آسان کر دے، ہماری زبان کو فراست عطا کر،تاکہ لوگ ہمیں سمجھ سکیں۔یاالسلام، ہمارے لئے مقدر کر دے کہ ہم تیرے احکام کی اطاعت کر کے امن و سلامتی حاصل کر لیں۔آمین!

6)المومن: ایمان کی حوصلہ افزائی کرنے والا۔وہ جس نے کہا کہ اس کے علاوہ کوئی ربّ نہیں۔ اور وہ شاہد ہے اپنے ماننے والوں کا جو گواہی دیتے ہیں اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ایک دفعہ جب ہم اس

حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ ایمان کی حوصلہ افزائی کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اپنے لئے اللہ، المومن کا دین (قرآن) جو اس نے ہمارے لئے منتخب کیا ہے اس کے علاوہ کسی اور دین کی طرف دیکھیں۔ اے اللہ، تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں، سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، ہم نے اپنے اُوپر ظلم کیا ہے۔ یا مومن، ہمارے اندر توحید والا ایمان پیدا کر دے اور ہمیں اپنی جنت کا باسی بنا دے۔ آمین۔

7) **المھیمن:** نگہبان، سلامتی کا محافظ: وہ واحد ذات جو اپنی مخلوق کے کہے اور کیے اقوال وافعال کی گواہ ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا واحد نگہبان اور محافظ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اپنے آپ کو اللہ، المھیمن کے علاوہ کسی اور کی حفاظت میں دیں۔ اے اللہ، ہم تیری پناہ مانگتے ہیں مایوسی، غم، نااہلی، سستی، بخل، بزدلی، قرض کے بوجھ اور انسانوں سے دب جانے سے، اے مہیمن ہم خود کو تیری پناہ میں دیتے ہیں، شیطان لعین سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین !

8) **العزیز:** سب سے زیادہ طاقت ور، نا قابل شکست، سب زیادہ معزز، سب سے زیادہ مضبوط، فاتح، جو مفتوح نہ ہو سکے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوت والا، نا قابل تسخیر ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، العزیز کے علاوہ کسی اور کے تحفظ کو تلاش کریں۔ یا عزیز، تو واحد نا قابل تسخیر ہستی ہے، اپنی راہ پر چلنے میں ہماری مدد فرما۔ آمین !

9) **الجبار:** سب سے زبردست، سب سے طاقت ور اور مجبور کر دینے والا: وہ واحد ذات جس کی بادشاہت میں اس کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے طاقت ور اور مجبور کر دینے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الجبار کے علاوہ کسی اور سے ڈریں۔ ہمیں ہمیشہ اُس کی نافرمانی سے بچنا چاہیے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ یا جبار تو قادر مطلق ہے، ہمیں اپنی راہ پر چلنے پر مجبور کر دے۔ آمین !

10) **المتکبر:** شان و شوکت والا، اعلیٰ ترین، ہر شے پر غالب: وہ جو مخلوق کے اوصاف سے بالا تر ہے اور ان کی مشابہت سے ماوراء ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اوصاف الٰہی کا حامل

کوئی ہو ہی نہیں سکتا تو پھر ہمیں تکبر سے بچنا چاہیے۔ یا متکبر یہ (تکبر) تیری ذاتی صفت ہے ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

11)الخالق :ارتقاء کرنے والا، بگ بینگ کے ذریعے تمام مخلوقات کے ساتھ کائنات کو وجود بخشنے والا۔ وہ ہستی جس نے ہر چیز کو عدم سے وجود بخشا۔ یہ وہ ذات جس نے زماں و مکاں مادہ اور توانائی کو پیدا کیا۔ سورۃ بروج آیت (85:12-16) میں فرمان الٰہی ہے: درحقیقت تمہارے ربّ کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک ہے، بزرگ و برتر ہے اور جو کچھ چاہے کر گزرنے والا ہے۔ مزید سورۃ العنکبوت آیت (29:19) میں ارشاد ربانی ہے: کیا ان لوگوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلق کی ابتداء کرتا ہے پھر اس کا اعادہ کرتا ہے۔ یقیناً یہ (اعادہ تو) اللہ تعالیٰ کے لیے آسان تر ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ سب چیزوں کا خالق ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الخالق کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یا خالق، تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہم تجھے اپنا آقا تسلیم کرتے ہیں، براہِ کرم ہماری زیادتیوں اور بے اعتدالیوں کو معاف فرما۔ آمین!

12)الباری: زندگی عطا کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ خالق حقیقی جس کے پاس وجود عطا کرنے کی قدرت ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے زندگی اور وقت کو تخلیق کیا، تو پھر اس کے بعد گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الباری کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لیے پکاریں۔ یا باری تعالیٰ تو نے ہمیں پیدا کیا ہمارے اندر زندگی کی روح پھونکی، اپنی راہ حق کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔ آمین!

13)المصور: نقائص اور کجی سے پاک صورت گری کرنے والا، مخلوقات کو شکل و صورت عطا کرنے والا۔ وہ ذات جو اپنی مخلوقات کی مختلف صورتوں اور شکلوں میں تخلیق کرتی ہے۔ سورۃ الانفطار، آیت (82:6-8) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے انسان، کس چیز نے تجھے اس ربِّ کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے نِک سُک سے درست کیا، تجھے متناسب بنایا، اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری صورت گری کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اپنے اس نقطۂ نظر اور ہیئت

کذائی کو تبدیل کریں جس کی تشکیل اللہ، المصور نے ہمارے لیے کی ہے۔ یا مصور، تو نے ہماری صورت گری کی ہے اور بہت خوب کی ہے، ہم تیرے شکر گزار ہیں۔ آمین!

14)الغفار : بار بار معاف کرنے والا۔ بخشش کرنے والا، وہ ہستی جو اپنے بندوں کے گناہ بار بار معاف کر دیتی ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ سورۃ آل عمران آیت (3:128-129) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اے پیغمبر) فیصلہ کے اختیارات میں تمہارا کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے چاہے انہیں معاف کرے، چاہے انہیں سزا دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ اور زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک اللہ ہے، جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب دے، وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ ہی معاف کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الغفار کے سوا کسی اور سے بخشش طلب کریں۔ کیونکہ ہم اس کی ملکیت ہیں اور صرف اُسے معاف کرنے کا حق حاصل ہے۔ اے اللہ، ہمارے ان گناہوں کو معاف فرما جن کا ارتکاب ہم ماضی میں کر چکے ہیں اور ان کو بھی جن کے مرتکب ہم مستقبل میں ہوں گے، اور وہ بھی جو ہم نے چھپ کر کیے اور وہ بھی جو ہم نے اعلانیہ کیے، اور جہاں ہم نے تمام حدود سے تجاوز کیا اور ان چیزوں کو بھی جن کے متعلق تو زیادہ جانتا ہے۔ تو المقدم بھی ہے اور المؤخر بھی ہے۔ تیرے علاوہ کسی کو حق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یا غفار تو معاف کرنا پسند کرتا ہے جب تیرے بندے تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔ اے بخشنے والے ہماری بخشش فرما۔ آمین!

15)القہار: مغلوب کرنے والا، ہر چیز پر غالب آنے والا، سب پر بھاری، وہ واحد ذات جو قدرت کاملہ کی مالک ہے، کوئی چیز ایسی نہیں جس پر وہ قابو نہ پا سکے۔ سورۃ الزمر آیت (39:36-38) میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے نبیؐ: کیا اللہ اپنے بندے کیے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کے سِوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہے، اور جسے وہ ہدایت دے اسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں۔ کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے ولا نہیں ہے؟ ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین و آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے۔ ان سے پوچھو، جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ اگر مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو تمہاری یہ دیویاں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے اس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچا لیں گی؟ یا، اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے

تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ بس ان سے کہہ دو میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ غالب اور مختار ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، القہار کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لیے پکاریں۔ یاقہار، براہِ کرم دشمنانانِ اسلام کو مغلوب کر دے خاص طور پر شام میں اور وہاں کے مظلوم عوام کی مدد فرما۔ آمین!

16)**الوہاب**: ہر چیز عطا کرنے والا۔ سب سے بڑا بخشش کرنے والا، سب سے بڑا فیاض اور سخی جو واپسی کے مطالبہ کے بغیر بے حد و حساب عطا کرتا ہے۔ وہ ہر مفید شے خواہ حلال ہو یا حرام کا مہیا کرنے والا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی عطا کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الوہاب کے سوا کسی اور کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔ اے ہمارے آقا، ہدایت اور اپنی رحمت عطا کرنے کے بعد ہمارے قلوب واذہان کو گمراہ نہ ہونے دینا، بے شک تو سب سے بڑا عطا کرنے والا ہے۔ یاالوہاب، شام کے مسلمانوں کو فتح و غلبہ عطا فرما۔ آمین!

17)**الرزاق**: تمام مخلوقات کا روزی رساں اور پالنے والا۔ تمام مخلوقات کی ضروریات کا خیال رکھنے والا۔ سورۃ سبا آیت (34:39) میں ارشاد ربانی ہے، اے نبیؐ ان سے کہو: میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے وہ سب رزاقوں سے بہتر رزاق ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا روزی رساں ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرزاق کے علاوہ کسی اور سے روزی طلب کریں۔ یارزاق، ہمیں حلال اور طیب و پاکیزہ رزق عطا کر اور ہمیں اہل جنت میں شامل کر دے۔ آمین!

18)**الفتاح**: مشکل کشاء، فتح و نصرت عطا کرنے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الفتاح ہی مشکل کشاء ہے تو پھر حاجت روائی کے لئے کسی اور کو پکارنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یافتاح، شام میں مسلمانوں کو فتح عطا فرما۔ آمین!

19)**العلیم**: ہر چیز کا علم رکھنے والا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ہم کر چکے ہیں، جو کچھ ہم کر رہے ہیں اور جو کچھ ہم کریں گے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ زمین پر گرنے والا پتہ کس رخ پر زمین پر گرے گا۔ اس کے پاس

ایک کتاب ہے جسمیں اس نے معمولی ترین تفصیلات کے ساتھ وہ سب کچھ تحریر کر دیا ہے جو کچھ ہونے والا ہے۔ سورۃ النمل آیت (27:64-65) میں اللہ تعالیٰ سوال کرتا ہے: اور وہ کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں حصہ دار) ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ ان سے کہو، اللہ کے سِوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ اور وہ (تمہارے معبود تو یہ بھی) نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ مزید سورۃ ہود آیت (11:49) میں ارشاد ربانی ہے: اے نبیؐ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔ پس صبر کرو، انجام کار متقیوں ہی کے حق میں ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، العلیم ہر چیز کو جاننے والا ہے اور حاضر و غیب کا علم رکھتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ (اُس تک بات پہنچانے کے لیے) کسی کا وسیلہ تلاش کیا جائے، اُسے تو معمولی ترین تفصیلات کے ساتھ ہر چیز کا علم ہے۔ یا علیم، تجھے ہمارے تمام اچھے برے اعمال کا علم ہے براہِ کرم ہماری بخشش فرما، اور صراط المستقیم پر چلنے میں ہماری مدد فرما۔ آمین!

20) **القابض**: روزی تنگ کرنے والا، وسائل کو روک لینے والا: وہ جو اپنی حکمت و بصیرت کی بنا پر کبھی کسی کا رزق تنگ کر دیتے ہیں اور کبھی اپنی فیاضی اور رحمت سے کشادہ کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی رزق و وسائل کی تنگی و فراخی ہوتی ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اللہ، القابض کے علاوہ کسی اور سے رزق طلب کیا جائے۔ یا القابض، شام میں ظالموں اور سفاکوں کے رزق و وسائل کو تنگ کر دے۔ آمین!

21) **الباسط**: رزق کشادہ کرنے والا، فراخی عطا کرنے والا: ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو روزی اور رزق میں فراخی اور کشادگی عطا کرتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الباسط کے علاوہ کسی اور سے روزی طلب کریں۔ یا باسط، شام میں مظلوموں کے رزق اور روزی میں فراخی و کشادگی پیدا فرما۔ آمین !

22) **الخافض**: پست کرنے والا، ذلت مسلط کرنے والا، نیچے گرانے والا: وہ اپنے غیض و غضب سے جسے چاہے نیچے گرا دیتا ہے اور جسے چاہے اپنے انعام و فضل سے اوپر اٹھا دیتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس

حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ ذلت و پستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الخافض کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگیں۔ یا خافض شام میں ظلم و بربریت کی قوتوں کو ذلیل ورسوا کر دے۔ آمین!

23) **الرافع**: عزت دینے والا، سربلند کر دینے والا: وہ جسے چاہے اپنے غیض و غضب سے نیچے گرا دے اور جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے اوپر اٹھادے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ عزت و عظمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرافع کے علاوہ کسی اور کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔ یارافع، شام اور دنیا بھر میں آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو عزت و شرف عطا فرما۔ آمین !

24) **المعز**: عزت دینے والا: وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے پھر کوئی نہیں جو اسے ذلیل کرے، جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے پھر کوئی نہیں جو اسے عزت دے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ عزت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المعز کے علاوہ کسی اور سے عزت کے طلب گار ہوں۔ یا معز، اپنے راستے کی طرف واپس ہماری رہنمائی فرما اور دنیا کی اقوام میں ہمیں معزز کر دے۔ آمین!

25) **المذل**: ذلت دینے والا، ذلیل کر دینے والا: وہ جسے چاہتا ہے معزز کر دیتا ہے تو پھر اسے کوئی خوار نہیں کر سکتا، جسے چاہتا ہے خوار کر دے پھر اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ ذلت و مسکنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المذل کے علاوہ کسی اور سے ذلت و رسوائی کے تدارک کا تقاضا کریں۔ یا مذل، ان اقوام کو ذلیل ورسوا کر دے جو معصوم مسلمانوں کو قتل کر رہی ہیں۔ آمین!

26) **السمیع**: سب کچھ سننے والا: وہ ہستی جو بغیر کسی کان، آلہ سماعت یا اعضا کے اپنی دائمی سماعت سے تمام چیزوں کو سنتا ہے۔ اس کی سماعت زماں و مکاں، اونچ نیچ اور قربتوں، فاصلوں سے ماوراء ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوقات کو بغیر کسی الجھاؤ کے بیک وقت سن سکتا ہے۔ صرف اور صرف وہ ہی السمیع ہے کسی اور میں یہ وصف نہیں ہے۔ سورۃ یونس آیت (10:31-33) میں فرمان الٰہی ہے: ان سے پوچھو، کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ بینائی اور سماعت کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے

جاندار اور جاندار سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظمِ عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ کہو، پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) پرہیز نہیں کرتے؟ تب تو یہی اللہ تمہارا حقیقی ربّ ہے۔ پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ آخر یہ تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟ (اے نبیؐ، دیکھو) اس طرح نافرمانی اختیار کرنے والوں پر تمہارے ربّ کی بات صادق آگئی کہ وہ مان کر نہ دیں گے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، السمیع کے علاوہ کسی اور کو اس تک پیغام پہنچانے کے لئے تلاش کریں۔ یا سمیع، براہِ کرم ظلم کی قوتوں کے خلاف متحد ہونے اور لڑنے کے لئے ہماری مدد فرما۔ آمین!

27) **البصیر** : ہر چیز کو دیکھنے والا، ہر چیز پر نظر رکھنے والا: وہ جو آنکھ کی پتلی یا کسی اور آلہ بصارت کی مدد کے بغیر اپنی دائمی بصارت سے تمام اشیاء کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات میں، آسمان پر، زمین پر اور زمین کے نیچے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا زمان و مکاں، دور و نزدیک، ڈھکے چھپے، کھلے بند، وغیرہ سے ماوراء ہے۔ صرف وہ ہی تنہا البصیر ہے کسی اور میں یہ صفت نہیں۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، البصیر کے علاوہ کسی اور کو اُس تک بات پہنچانے کے لیے بطور واسطہ تلاش کریں۔ یا بصیر، تمام روئے زمین پر مسلمانوں کو ذلیل کیا جا رہا ہے اپنی راہ پر واپس آنے میں ہماری مدد فرما اور دشمنوں پر ہمیں غلبہ عطا فرما۔ آمین!

28) **الحکم** : منصف، انصاف کرنے والا۔ غیر جانب دار منصف، وہ جو حکمران ہے، اس کا کلام اس کا فیصلہ ہے۔ سورۃ بقرہ آیت (2:139)، اے نبیؐ، ان سے کہو: "کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو حالانکہ وہی ہمارا ربّ بھی ہے اور تمہارا ربّ بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں تمہارے اعمال تمہارے لیے، اور ہم اللہ کے لیے اپنی بندگی کو خالص کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منصف حقیقی ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الحکم کے علاوہ کسی اور سے فیصلہ طلب کریں۔ یا حکم، ہمارے متعلق رحمدلی سے فیصلہ کرنا۔ آمین!

29) **العدل** : عدل کرنے والا۔ سب سے زیادہ حق و انصاف کے مطابق فیصلہ کرنے والا، اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے اسے وہ کرنے کا اختیار ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عادل

منصف ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، العدل کے علاوہ کسی اور کے در سے انصاف کی بھیک مانگیں۔ یاعدل، ہم تجھ سے رحم کی بھیک مانگتے ہیں ہم پر رحم فرما۔ آمین!

30) **اللطیف**: باریک بین۔ بھیدوں کو جاننے والا، شان و شوکت والا، وہ ہستی جو اپنے بندوں پر مہربان ہے اور ان پر نوازشات کی بارش کرتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور ان پر انعام و اکرام کی بارش فرماتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، اللطیف کے علاوہ کسی اور سے لطف و کرم کی استدعا کریں۔ یالطیف، ہم پر رحم و کرم کی بارش فرما۔ آمین!

31) **الخبیر**: ہر چیز سے باخبر۔ وہ ہستی جو چیزوں کی حقیقت سے باخبر ہے: سورۃ ہود آیت (11:5-6) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: دیکھو، یہ لوگ اپنے سینوں کو موڑتے ہیں تاکہ اس سے چھپ جائیں۔ خبردار، جب یہ کپڑوں سے اپنے آپ کو ڈھانپتے ہیں، اللہ ان کے چھپے کو بھی جانتا ہے اور کھلے کو بھی، وہ تو ان بھیدوں سے بھی واقف ہے جو سینوں میں ہیں۔ زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ کے ذمّے نہ ہو اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے، اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے، سب کچھ ایک صاف دفتر میں درج ہے۔ مزید سورۃ یونس آیت (10:18) میں فرمانِ الٰہی ہے: یہ لوگ اللہ کے سوا اُن کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اے نبیؐ، ان سے کہو "کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے نہ زمین میں"۔ وہ اللہ الخبیر ہے، ہر چیز کا جاننے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اللہ، الخبیر کے علاوہ کسی اور کے حضور دعا و استدعا کی جائے۔ یاخبیر، تو ہمارے اچھے اور برے اعمال سب سے باخبر ہے، براہِ کرم ہمیں معاف کر دے۔ آمین!

32) **الحلیم**: سب سے زیادہ بردبار۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا، وہ جو سزا کے مستحق گنہگاروں کی سزا کو موخر کر دیتا ہے اور پھر معاف بھی کر دے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نرم خو ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الحلیم کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لیے پکاریں۔ یاحلیم، تو نرمی کرنے والا ہے ہمارے سب گناہ معاف کر دے۔ آمین!

33) **العظیم**: سب سے زیادہ عظمت والا۔سب سے زیادہ پُر شکوہ، ہر طرح کی بڑائی شان و شوکت اور کجیوں سے پاکیز گی کا حقدار۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی حقیقی عظمت بڑائی اور شان و شوکت کا مالک ہے اور ہر طرح کی کجیوں خامیوں اور کمزوریوں سے پاک ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، العظیم کے علاوہ کسی اور کی عظمت و بڑائی اور پاکیز گی بیان کریں۔ یا عظیم، توسب سے بڑا ہے ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ آمین!

34) **الغفور**: سب کچھ بخشنے والا: وہ ہستی جو اخلاص کے ساتھ معافی طلب کرنے والے کو بار بار معاف کر دیتی ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الغفور کے علاوہ کسی اور سے معافی و بخشش طلب کریں۔ یاالغفور، ہمارے وہ تمام گناہ جو ہم نے دانستہ طور پر کیے اور جو نادانستہ طور پر کیے ان سب کو معاف فرما۔ یااللہ، ہم معافی و بخشش کے لیے گریہ وزاری کر رہے ہیں، اگرچہ ہم نے ماضی میں کئی بار تجھ سے دھوکہ کیا ہے۔ یاغفور، تو معاف کرنا پسند کرتا ہے براہِ کرم ہمارے تمام گناہوں کو معاف کر دے آمین !

35) **الشکور**: سب سے بڑا قدردان۔اللہ تعالیٰ چھوٹی سی وفاداری پر بہت زیادہ انعام و اکرام عطا کرتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا سب سے بڑھ کر قدردان ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الشکور کے علاوہ کسی اور سے قدرافزائی کی توقع رکھیں۔ یاشکور، تو غیر معیاری اور ٹوٹے پھوٹے اعمال کی قدردانی کرتا ہے، براہِ کرم ان کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر ہمیں جنت الفردوس میں داخل کرنا۔ آمین!

36) **العلی**: سب سے بلند و برتر: اللہ تعالیٰ کی کوئی حدود و قیود نہیں جب کہ اس کی مخلوقات کی حدود و قیود ہیں۔اایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اوصاف الٰہی لامحدود ہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، العلی کے علاوہ کسی اور سے کوئی چیز طلب کریں۔ یاالعلی، تو اعلیٰ ترین ہے، تیرا مقام اعلیٰ ترین ہے اور ہم ادنیٰ ترین ہیں، براہِ کرم معاف فرما اور ہمیں اپنا دوست اور ولی بنالے۔ آمین !

37)**الکبیر:** سب سے بزرگ۔سب سے بڑا: وہ ہستی جو درجے میں سب سے بڑی ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الکبیر کے علاوہ کسی اور سے مدد کی درخواست کریں۔ یا کبیر، تیرا مقام سب سے بلند ہے براہِ کرم ہماری بخشش فرما اور ہمیں اپنا دوست اور ولی بنا لے۔ آمین !

38)**الحفیظ:** سب کا محافظ۔ وہ ذات جس چیز اور جس فرد کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا محافظ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الحفیظ کے علاوہ کسی اور سے تحفظ و امان طلب کریں۔ یا حفیظ، تو ہر چیز کا محافظ ہے براہِ کرم شیطان کے نقشِ پاء سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین !

39)**المقیت:** پالنے والا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور وہ اس کام کے لیے درکار قوت و وسائل کا بھی مالک ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پالنے والا اور قوت دینے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المقیت کے علاوہ کوئی اور پالنے والا تلاش کریں۔ یا مقیت، تو سب کا روزی رساں اور پالنے والا ہے۔ براہِ کرم ہمارے رزق میں اضافہ فرما، اور ہمیں وہ عزم عطا فرما جس کے ساتھ کہ ہم تیری راہ میں بہت سا صدقہ و خیرات کر سکیں۔ آمین !

40) **الحسیب:** حساب لینے والا۔ بندوں سے باز پرس کرنے اور حساب لینے والا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حساب لے گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اللہ، الحسیب کے علاوہ کسی اور سے حساب کتاب کی توقع کریں۔ یا حسیب، تُو ہی ہمارا حساب لے گا، براہِ کرم ہمیں معاف کرنا اور اپنی یاد اور ذکر کو ہمارے لیے سکون قلب کا ذریعہ بنا دے۔ آمین !

41)**الجلیل:** جلالت مآب۔ وہ جو عظمت قوت و اختیار اور مقام قدر و منزلت کا مالک ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام قوتوں کا مالک ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الجلیل کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یا جلیل، صرف تو ہی قوت والا ہے، شام کے مظلوم مسلمانوں کی مدد و نصرت فرما۔ آمین !

42)الکریم: کرم کرنے والا۔ وہ جو سب سے زیادہ سخی ،سب سے زیادہ لطف و کرم کرنے والا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ لطف و کرم کرنے والا ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،الکریم کے علاوہ کسی اور سے لطف و کرم کی امید رکھیں ۔یا کریم ،براہِ کرم اپنے لطف و کرم سے ہماری دنیا اور عاقبت دونوں اچھی کر دے۔آمین!

43)الرقیب: سب پر نظر رکھنے والا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب پر نظر رکھے ہوئے ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ الرقیب کی نگہبان نگاہوں سے بچ سکیں۔یا رقیب، ہمیں صراط مستقیم سے گمراہ ہونے سے بچا۔آمین!

44)المجیب: دعاؤں کا جواب دینے والا۔دعاؤں کا سننے والا،وہ جو حاجت مندوں کی التجاوں کو سنتا اور ان کے نالوں کا جواب دیتا ہے،جب وہ اس کو پکارتے ہیں۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام دعاؤں کا جواب دیتا ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،المجیب کے علاوہ کسی اور کے آگے دست سوال دراز کریں۔یا مجیب،تو دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کا جواب دیتا ہے،براہِ کرم ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما۔آمین!

45)الواسع: نہایت وسعت والا۔بندوں پر نہایت فراخی سے احسان کرنے والا اور علیم۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر احسان کرنے والا اور جاننے والا ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،الواسع کے علاوہ دوسرے ذرائع کی طرف رجوع کریں۔یاواسع،ہمیں شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے بچالے۔آمین!

46)الحکیم: سب سے زیادہ صاحب عقل و دانا۔ وہ جس کے اقدام اور فیصلے اعلیٰ ترین دانائی پر مبنی اور برحق ہوتے ہیں۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم درست اور برحق ہے،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،الحکیم کے علاوہ کسی اور پر انحصار کریں۔ یا حکیم ،توہی کائنات میں دانائی و حکمت کا سرچشمہ ہے،ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔آمین !

47)الودود: سب سے زیادہ محبت کرنے والا۔اُس کی اپنے بندوں سے محبت اس کی اس فیصلہ کی مظہر کہ وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور ان کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس

حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے ستر پیار کرنے والی ماؤں کی محبت سے زیادہ محبت کرتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الودود کی محبت میں کسی اور کو شریک کریں۔ یا ودود، تو محبت کرنے والی ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ آمین!

48) **المجید**: سب سے زیادہ بزرگی والا۔ وہ ہستی جس کی قوت و اختیار کامل ترین، مقام و مرتبہ اعلیٰ ترین ہے، اور جس کی محبت، سخاوت اور شفقت لا محدود ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ عالی مرتبت اور انتہائی محب و مہربان ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المجید کے علاوہ کسی اور کے حضور رحم و کرم کی التجا کریں۔ یا مجید، تو سب سے عالی مرتبہ ہے ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔ آمین!

49) **الباعث**: نئی زندگی عطا کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد اپنے بندوں کو اعمال کی جزا و سزا کے لیے دوبارہ زندہ کرے گا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الباعث کے علاوہ کسی اور کے حضور اپنے گناہوں کی توبہ کریں۔ یا باعث، تو مرنے کے بعد ہمیں زندہ کرے گا براہِ کرم ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے اور ہمیں اپنی جنت الفردوس عطا فرما۔ آمین !

50) **الشہید**: حاضر و ناظر۔ وہ ہستی جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کہ جس کا اسے علم نہ ہو۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام معاملات پر گواہ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اللہ، الشہید کے علاوہ کسی کے حضور دعائیں مانگیں۔ یا شہید، تو ہمارے تمام اعمال کا گواہ ہے برائے کرم ہمارے نامہ اعمال کو اپنی رحمت کی سفیدی سے صاف کر دے اور ہمیں عذاب جہنم سے بچالے۔ آمین!

51) **الحق** : برحق۔ وہ ہستی جس کا وجود برحق ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وجود برحق ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الحق کے علاوہ کسی اور کے حضور سر تسلیم خم کریں۔ یا حق، تیرا وجود برحق ہے اور ہم خود کو تیری رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ آمین!

52)الوکیل: کارساز و مشکل کشا۔وہ ہستی جو اطمینان قلب اور ذہنی سکون عطا کرتی ہے اور جو قابل بھروسہ اور مضبوط سہارا ہے۔اسی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ہی ہمارا کارساز ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الوکیل کے علاوہ کسی اور کی طرف رجوع کریں۔ یاوکیل، توکارساز مشکل کشا ہے براہِ کرم ہمیں اس دنیا اور اگلے جہاں دونوں میں خیر و برکت عطا فرما۔آمین!

53)القوی: تمام قوتوں اور طاقتوں کا مالک۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ہی قوت وطاقت کا سرچشمہ ہے، تو تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،القوی کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگے۔ یاقوی، توسب سے طاقتور ہے، براہِ کرم شام کے مظلوم عوام کو فتح ونصرت عطا فرما۔آمین!

54) المتین: سب سے مضبوط۔وہ ہستی جو سب سے مضبوط ہے اور جسے کبھی تھکاوٹ نہیں ہوتی۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ایسی مضبوط ذات ہے جو تھکن اور ضعف سے ناآشنا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المتین کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یا المتین، توسب سے مضبوط اور طاقت ور ہے براہِ کرم شام کے مظلوم عوام کو فتح و نصرت عطا فرما۔آمین!

55)الوالی: حامی و مددگار، محافظ دوست۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالٰی ہی ہمارا دوست اور مددگار ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،الوالی کے علاوہ کسی اور سے تحفظ طلب کریں۔یاالوالی، میری روح کو پاکیزگی عطا فرما،اس کا تزکیہ کر دے، توسب سے بہتر تزکیہ کرنے والا ہے، تو ہمارا پاسبان اور سرپرست ہے۔ یاوالی، توہی محافظ و مددگار ہے براہِ کرم شام کے مظلوم عوام کو فیصلہ کن فتح عطا فرما۔آمین!

56)الحمید: سب سے زیادہ قابل تعریف۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ سب تعریف اللہ تعالٰی کے لیے ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ،الحمید کے علاوہ کسی اور کی حمد و ثناء کریں۔ یاحمید، توہی تعریف کے لائق ہے۔ ہماری تمام تعریفوں اور عبادت و بندگی کو اپنے لئے خالص کر دے۔آمین!

57)**المحصی**: گھیرنے والا، جائزہ لینے والا۔وہ ہستی جس کے پاس ہر چیز کے اعداد و شمار علم ہیں، حتیٰ کہ ایٹمی ذرات تک۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، المحصی ہر چیز کا حساب کرے گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المحصی سے چھپ جائیں۔ یا محصی، تو ہر موجود چیز کی گنتی جانتا ہے، تو ہمارے تمام اعمال کا شاہد ہے، تو اپنے رحم و کرم سے ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھو ڈال اور ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔آمین!

58)**المبدئ**: پہلے پیدا کرنے والا، ابتدا کرنے والا تخلیق کی ابتدا کرنے والا۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ نے ہر چیز کو شروع کیا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المبدی کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یامبدی، تو نے ہمیں پیدا کیا اور تو ہم سے محبت کرتا ہے، تو اپنے رحم و کرم سے ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھو ڈال اور ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔آمین!

59)**المعید**: دوبارہ پیدا کرنے والا ۔ اللہ تعالیٰ موت دینے کے بعد اپنی مخلوق کو دوبارہ زندگی دے گا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ المعید مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا ،تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المعید کے حضور سر تسلیم خم کر کے اُس کے اطاعت گزار بندے بن جائیں۔ یامعید، تو موت کے بعد ہمیں پھر زندہ کرے گا، تو ہمارے سب اعمال کا گواہ ہے۔ تو اپنے رحم و کرم سے ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھو ڈال اور ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔آمین !

60) **المحی**: زندگی دینے والا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ہمیں وجود بخشا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم صرف اور صرف اللہ، المحی کی عبادت و بندگی کریں۔ یا محی، تو نے ہمیں زندگی دی ہے اور تیری رحمت کے بل پر ہماری سب تگ و دو ہے، براہ کرم شام کے مظلوم عوام کی مدد فرما اور ہمیں جہنم کی ہولناکیوں سے بچالے۔آمین!

61) **الممیت**: زندگی لینے والا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہم پر موت طاری کرتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم صرف اور صرف اللہ، الممیت کی

عبادت وبندگی کریں۔ یامیت، توہماری موت کاسامان کرے گااور پھر ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا، براہ کرم ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھو ڈال اور ہمیں جہنم کی ہولنا کیوں سے بچا لے۔ آمین!ا

62)**الحیُّ**: ہمیشہ سے زندہ۔ وہ ہستی جو زندہ ہے، جس کی زندگی ہماری زندگی سے یکسر مختلف ہے اور وہ گوشت پوست لہو اور روح کا مجموعہ نہیں ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ زندہ رہنے والی ہستی ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم صرف اور صرف اللہ، الحیُّ کی عبادت واطاعت کریں۔ یا حی، تو ہمیشہ زندہ ہے اور ہم فانی ہیں، ہماری زندگی کا سارادار ومدار تجھ پر ہے، براہ کرم اپنی رحمت سے ہمارے نامہ اعمال کو برائیوں سے پاک کر دے اور جہنم کے عذاب سے بچالے۔ آمین!

63)**القیوم**: خود سے ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ وہ ہستی جو ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ، القیوم ہی ہمیشہ زندہ رہنے والی ذات ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، القیوم کے علاوہ کسی اور کی عبادت کریں۔ یا قیوم، تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور ہم فنا ہونے والے، ہمارے وجود کا انحصار صرف اور صرف تجھ پر ہے، براہ کرم ہمارے نامہ اعمال کی سیاہی کو دھوڈال اور ہمیں جہنم کی ہولنا کیوں سے بچالے۔ آمین!

64)**الواجد**: پانے والا، سمجھ لینے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پالیتے ہیں حتیٰ کہ ایٹم کو، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الواجد کے علاوہ کسی اور عبادت کریں۔ یاواجد، توسب مخلوقات کو جاننے والا ہے، ہم تجھ سے چھپ نہیں سکتے، براہ کرم ہمارے نامہ اعمال کو گناہوں سے پاک کر دے اور ہمیں عذاب جہنم سے بچالے۔ آمین!

65)**الماجد**: سب سے زیادہ شان وشوکت والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الماجد سب سے زیادہ شان وشوکت والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الماجد کے علاوہ کسی اور کی اطاعت وبندگی کریں۔ یاماجد، سب عظمتیں اور بلندیاں تیرے لیے ہیں ہم تیری رحمت وشفقت کے حضور سر تسلیم خم کرتے ہیں براہ کرم ہماری مغفرت فرما۔ آمین!

66)**الواحد: ایک** سب سے منفرد۔ وہ ہستی جس کا کوئی شریک نہیں۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الواحد کا کوئی شریک نہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ

،الواحد کی صفات میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں۔ یا واحد، ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں، تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ آمین !

67) **الاحد: یکتا** بے مثال۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الاحد یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الاحد کی صفات میں کسی کو شرک ٹھہرائیں۔ یا احد، ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو یکتا اور بے مثال ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں، تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ آمین !

68) **الصمد**: بے نیاز سب کی حاجات پوری کرنے والا۔ وہ مالک جس پر ہر معاملہ میں انحصار کیا جاتا ہے اور ضرورت کے اوقات میں پکارا جاتا ہے۔ سورۃ النمل، آیت (27:62) میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں: کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الصمد ہی ہماری ضروریات پوری کرتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الصمد کے علاوہ کسی اور کے حضور دستِ سوال دراز کریں۔ یا صمد، تو ہماری تمام حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما۔ آمین !

69) **القادر**: قدرت والا۔ وہ ہستی جو کوئی بھی کام کر سکتی ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، القادر ہر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ اللہ، القادر کے علاوہ کسی اور کے حضور اپنے ہاتھ پھیلائیں۔ یا قادر، تو سب سے زیادہ قدرتوں کا مالک ہے اور ہر کسی کی ضروریات زندگی کا مہیا کرنے والا ہے ہمیں اس دنیا میں بھی خیر و برکت سے نواز اور آخرت میں بھی خیر و برکت سے نواز۔ آمین !

70) **المقتدر**: ساری طاقتوں کا خالق اور اقتدار والا۔ وہ ہستی جو تمام قدرتوں اور اختیارات کی تخلیق کرنے والی ہے، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، المقتدر تمام قوتوں اور طاقتوں کا پیدا کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المقتدر کے علاوہ اپنی حاجت روی کے لیے کسی اور سے رجوع کریں۔ یا مقتدر، تیرا اقتدار کامل ہے تو

ہر کسی کی حاجت پوری کرتا ہے، ہمیں اس جہاں میں بھی اچھائیاں مہیا کر اور اگلے جہاں میں بھی۔ شام میں لوگوں پر ظلم کرنے والوں کو نیست و نابود۔ آمین !

71)**المقدم**: آگے کرنے والا۔ وہ اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے آگے کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے پیچھے کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ جو کچھ واقع ہو گا، اللہ، المقدم کی مرضی سے ہو گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المقدم کے علاوہ کسی اور سے کچھ مانگیں۔ یا مقدم، تو پہل کرنے والا ہمارے ساتھ اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی کرنے میں پہل فرما۔ آمین !

72) **الموخر**: پیچھے کرنے والا۔ وہ جس معاملہ کو چاہے ترجیح دے دے اور جس معاملہ کو چاہے تاخیر پر رکھ دے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی چلتی ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الموخر کے علاوہ کسی اور سے حاجت روائی کے لئے رجوع کریں۔ یا موخر، تو ہی تاخیر کرنے والا اور تو ہی ترجیح دینے والا براہ کرم دنیا اور عاقبت دونوں ہماری بھلائی کو ترجیح دے دے۔ آمین !

73)**الاول**: سب سے پہلے۔ وہ ہستی جس کے وجود کی کوئی ابتداء نہیں۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الاول ازل سے ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الاول کے علاوہ کسی اور کو اس کے اوصاف میں شریک کریں۔ یا اول، تیری کوئی ابتداء نہیں تو ہمارا خالق ہے ہم خود کو تیری رحمت کے حوالے کرتے ہیں۔ آمین !

74)**الآخر**: سب کے بعد۔ وہ ہستی جب ہر چیز فنا ہو جائے گی وہ قائم و دائم رہے گی۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ جب ہر چیز کا خاتمہ ہو جائے گا تب بھی وہ زندہ جاوید رہے گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم کسی اور کو اللہ، الآخر کی صفات میں شریک کریں۔ یا آخر، نہ ہی تیری کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہا تو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا، تو ہمارا خالق ہے، ہم اپنے آپ کو تیری رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ آمین !

75)**الظاہر**: آشکار، اپنی نشانیوں میں نظر آنے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الظاہر ہر مکانیت سے ماوراء ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الظاہر کے

اوصاف میں کسی اور کو شریک ٹھہرائیں۔ یاظاہر، تو ہر چیز میں نظر آتا ہے، ہم اپنے آپ کو تیری رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ آمین !

76) **الباطن:** پوشیدہ، حواس انسانی کی دسترس سے باہر۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الظاہر اجسام و مکاں سے ماوراہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم کسی اور کو اللہ ،الباطن کے اوصاف میں شریک کریں۔ یا باطن تو ہمارے حواس کی پہنچ سے باہر ہے، ہم خود کو تیری رحمت کے حوالے کرتے ہیں۔ آمین !

77) **الوالی:** صاحب امر۔ وہ ہستی جو ہر چیز کی مالک ہے اور اس کا انتظام چلاتی ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے اور منتظم ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الوالی کے علاوہ کسی اور کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ یاوالی، تو کائنات کی ہر شے کا مالک ہے ہم اپنے آپ کو تیرے رحم و کرم کے حوالہ کرتے ہیں۔ آمین !

78) **المتعالی: سب** سے بلند و برتر۔ وہ ہستی جو مخلوق کی صفات سے پاک ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، المتعالی سب سے بلند و برتر ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المتعالی کے علاوہ کسی اور کو مدد کے لیے پکاریں۔ یامتعالی، توسب سے بلند و برتر ہے، ہمیں جنت الفردوس کا باسی بنادے۔ آمین !

79) **البر:** خیر و بھلائی کا سرچشمہ۔ وہ ہستی جو اپنی تمام مخلوقات پر نہایت مہربان ہے اور وہ ان کو جتنا چاہتا اپنی مدد و اعانت، تحفظ اور خاص رحم و کرم کے ساتھ اپنا خاص رزق عطا کرتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، البر تمام خیر و بھلائی کا سرچشمہ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، البر کے علاوہ کسی اور کو مدد و اعانت کے لیے پکاریں۔ یاالبر، تو تمام خیر و بھلائی کا سرچشمہ ہے ہمیں دنیا میں بھی خیر و بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی۔ آمین !

80) **التواب:** ہر وقت ہر کسی کی توبہ قبول کرنے والا۔ سورۃ الفرقان، آیت (25:70-71) میں ارشاد ربانی ہے: الا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو اور ایمان لا کر عمل صالح کرنے لگا ہو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں میں بدل دے گا اور وہ بڑا غفور الرحیم ہے جو شخص توبہ کر کے نیک عملی اختیار کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف پلٹ آتا ہے جیسا کہ پلٹنے کا حق ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا

اقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اور صرف اللہ، التواب ہی توبہ قبول کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، التواب کے علاوہ کسی اور کے حضور توبہ کریں۔ یاالتواب، تو سب گناہوں کا معاف کرنے والا ہے، براۂ کرم ہماری توبہ قبول فرمااور ہمیں اپنی جنت کا باسی بنا۔آمین!

81) **المنتقم**: ظلم و زیادتی کا بدلہ لینے والا۔ وہ ہستی جو اپنے دشمنوں پر فتح و نصرت کے ساتھ غالب آتا ہے اور ان کی بد اعمالیوں پر انہیں سزا دیتا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، المنتقم ظلم و زیادتی کا بدلہ لینے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المنتقم کے علاوہ کسی اور کی اطاعت و بندگی اختیار کریں۔ یامنتقم، تو ظلم و زیادتی کا بدلہ لینے والا ہے، براہ کرم ہماری توبہ قبول فرمااور ہمیں اپنی جنت کا باسی بنا۔۔آمین!

82) **العفو**: عظیم ترین معاف کرنے والا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، العفو سب سے بڑھ کر معاف کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، العفو کے علاوہ کسی اور سے معافی کے طلبگار ہوں۔ یاعفو، تو سب سے بڑھ کر معاف کرنے والا ہے براہ کرم ہماری توبہ قبول فرمااور ہمیں جنت الفردوس کا باسی بنا۔۔آمین!

83) **الرؤف**: سب سے زیادہ مہربان۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، الرؤف نہایت مہربان ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرؤف کے علاوہ کسی اور سے دعا والتجا کریں۔ یارؤف، تو سب سے زیادہ مہربان ہے، براہ کرم ہماری توبہ قبول فرمااور ہمیں جنتی لوگوں میں شامل کر دے۔آمین !

84) **مالک الملک**: حاکمیت اعلیٰ کا دائمی مالک۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ حاکمیت اعلیٰ کا مالک صرف اور صرف اللہ، مالک الملک ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، مالک الملک کے آگے سر تسلیم خم کر دیں۔ یامالک الملک، تو میرا رحم و کرم کرنے والا آقا و مالک ہے مجھے دنیا و عاقبت میں خیر و بھلائی نصیب فرما۔آمین !

85) **ذوالجلال والاکرام**: بزرگی و بخشش والا سب سے بڑا آقا و مالک۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ، ذوالجلال والاکرام تمام عظمتوں اور رفعتوں اور بخششوں اور کرم نوازیوں کا سر

چشمہ ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،ذوالجلال ولاکرام کے علاوہ کسی اور کی اطاعت وبندگی اختیار کریں۔ یاذوالجلال ولاکرام، توعظمت واکرام کا آقاومالک ہے، براہ کرم ہمیں دونوں جہانوں میں خیر وبھلائی سے نواز۔ آمین !

86)المقسط: عدل کرنے والا۔ وہ ہستی جو عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے صادر فرماتاہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ ،المقسط کے فیصلے عدل وانصاف پر مبنی ہوتے ہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،المقسط کے علاوہ کسی اور کی اطاعت وفرمانبرداری کریں۔ یامقسط ،ہمارے گناہوں کااحتساب نہ کرنا،انھیں اپنی رحمت سے معاف فرما۔ آمین !

87)الجامع: جمع کرنے والا۔ وہ ہستی جو قیامت کے دن ہر ایک کو دوبارہ زندہ کرے گی۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ ،الجامع یوم آخرت ہم سب کو حساب وکتاب کے لیے اکٹھا کرے گا، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،الجامع کے حضور توبہ کرلیں۔ یاجامع، تو روز حساب ہم سب کو دوبارہ زندہ کرے گا براہ کرم اس دن ہمارے عیوب وعصیاں کی پردہ پوشی کرنا۔ آمین !

88) الغنی: بے پروا۔ وہ ہستی جس کی ہر کسی کو ضرورت ہے مگر اسے کسی کی ضرورت نہیں۔ سورۃالعنکبوت ،آیت (29:5-7) میں فرمان الٰہی ہے :جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے (اسے معلوم ہوناچاہیے کہ)اللہ کا مقرر کیاہوا وقت آنے ہی والا ہے اور وہ سب کچھ سنتااور جانتاہے،جو کوئی بھی مجاہدہ کرے گا اپنے ہی بھلے کے لیے کرے گا، اللہ یقیناجہاں والوں سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے ان کی برائیاں ہم ان سے دور کردیں گے اور انھیں ان کے بہترین اعمال کی جزادیں گے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہےاور بے نیاز ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،الغنی کے علاوہ کسی اور کی غلامی کریں۔ یاغنی، توبے نیاز ہے،اور ہم تیرے محتاج، براہ کرم ہمیں جنت کامکین بنادے۔ آمین !

89)المغنی: مالا مال کرنے والا۔ وہ ہستی جو اپنی مخلوق کی تمام ضروریات کا ہر طرح سے خیال رکھتی ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کااقرار کر لیتے ہیں کہ صرف اللہ ،المغنی ہی ہماری ضروریات کو پورا کرتاہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ ،المغنی کے علاوہ کسی اور سے مانگیں۔ یامغنی، ضروریات کے پورا کرنے پر ہم تیرے مشکور ہیں۔ آمین !

90) المانع: دکھوں تکلیفوں اور نقصان سے بچانے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی آفات و آلام اور مصائب و آزمائش سے ہمیں بچاتا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، المانع کے علاوہ کسی اور سے مدد طلب کریں۔ یا مانع، ہمیں شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے بچا اور ہمیں جنت الفردوس کا مکین بنا دے۔ آمین!

91) الضار: ضرر دینے والا۔ سورۃ بقرہ، آیت (2:214) میں ارشاد ربانی ہے: کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یوں ہی جنت کا داخلہ تمھیں مل جائے گا حالانکہ ابھی تم پر وہ سب کچھ نہیں گزرا ہے، جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں پر گزر چکا ہے؟ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، حتّٰی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ (اس وقت انھیں تسلی دی گئی) ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم پر آزمائشیں اللہ، الضار کی طرف سے آتی ہیں، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الضار کے علاوہ کسی اور کے سامنے توبہ و استغفار کریں۔ یا ضار، ہمیں شیطان کے نقش قدم پر چلنے سے بچا لے اور ہمیں جنت الفردوس کا باسی بنا دے۔ آمین!

92) النافع: نفع دینے والا، فائدہ دینے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ فائدہ صرف اللہ، النافع کے ہاتھ میں ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، النافع کے علاوہ کسی اور سے روزی اور رزق مانگیں۔ یا نافع، ہمارے ساتھ اس دنیا میں بھی بھلائی کر عاقبت میں بھی بھلائی کر۔ آمین!

93) النور: روشنی والا۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے کائنات اور زمین روشن ہے اس کے نور کے بغیر یہ کائنات اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتی۔ اس نے بنی نوع انسان کی صراط مستقیم پر رہنمائی کے لیے اپنے نور قرآن کریم کو نازل کیا اور محمد رسول اللہؐ کو مبعوث کیا تاکہ انسانیت کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف کرے، جو اُنھیں جہنم کے راستہ سے ہٹا کر جنت کا دائمی باسی بناتا ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کائنات کا نور ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، النور کے علاوہ کسی اور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ یا نور، صراط مستقیم پر ہماری رہنمائی فرما اور جنت کو ہمارا ٹھکانہ بنا دے۔ آمین!

94)الہادی: راہ دکھانے والا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی صحیح راستے پر رہنمائی کے لیے اپنی ہدایت قرآن پاک کا نزول فرمایا۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے درکار عملی رہنمائی کے لیے محمد رسول اللہؐ کو مبعوث فرمایا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی راہ دکھانے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الھادی کے علاوہ کسی اور کی طرف رشد و ہدایت کے لیے رجوع کریں۔ یاہادی، ہمیں صراط مستقیم پر چلا اور جنت الفردوس کا مکین بنا۔ آمین !

95)البدیع: نیا پیدا کرنے والا۔ وہ ہستی جس نے ہر نئی مخلوق پہلے سے موجود مخلوق سے مختلف پیدا کی ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ حم سجدہ، آیت (41:9-12) میں اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ سے فرماتے ہیں: اے نبیؐ ان سے کہو کیا تم اس اللہ سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا؟ وہی تو سارے جہانوں کا رب ہے، اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیئے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب کام چار دن میں ہو گئے، پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت محض دھواں تھا اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ دونوں نے کہا ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح تب اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کا قانون وحی کر دیا۔ اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا، یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، البدیع کے علاوہ کسی اور کی اطاعت و بندگی کریں۔ یابدیع، تو پیدا کرنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے تجھے دوام حاصل ہے اور ہم فانی ہیں، براہ کرم ہمیں معاف کر دے۔ آمین !

96)الباقی: ہمیشہ رہنے والا۔ ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الباقی کے علاوہ کسی اور کے حضور سر اطاعت و تسلیم خم کریں۔ یا باقی، تو ہی قائم رہنے والی ہستی ہے تیرے علاوہ ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے براہ کرم ہماری بخشش فرما۔ آمین !

97)الوارث: ہر چیز کامالک حقیقی۔ سورۃ الانعام، آیت (6:12) میں فرمان الٰہی ہے: ان سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے ؟ کہو سب کچھ اللہ ہی کا ہے ،اُس نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے (اسی لیے وہ نافرمانیوں اور سرکشیوں پر تمھیں جلدی سے نہیں پکڑ لیتا) قیامت کے روز وہ تم سب کو ضرور جمع کرے گا یہ بالکل ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے، مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو خود تباہی کے خطرے میں مبتلا کر لیا ہے وہ اسے نہیں مانتے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حقیقی وارث ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الوارث کے علاوہ کسی اور کی غلامی کریں۔ یاوارث، تو ہی ہمارا اصل وارث ہے، تو ہی ہر اس چیز کا وارث ہے جسے تو نے پیدا کیا ہے، براہ کرم ہمیں معاف فرما۔ آمین !

98)الرشید: حقیقی رہنما۔اللہ تعالیٰ خیر اور شر کے درمیان فرق حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے میں انسانیت کی رہنمائی فرماتا ہے۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ رشد و ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الرشید کے علاوہ کسی اور کی طرف ہدایت و حق شناسی کے لیے رجوع کریں۔ یارشید، ہمیں سیدھا راستہ دیکھا اور جنت الفردوس کا مکین بنا۔ آمین !

99)الصبور: صبر و تحمل والا۔اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو فوری طور پر سزا نہیں دیتا۔ایک دفعہ جب ہم اس حقیقت کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کا معاف کرنے والا ہے، تو پھر اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ ہم اللہ، الصبور کے علاوہ کسی اور سے بخشش و مغفرت طلب کریں۔ یاصبور، صبر و تحمل اور برد باری کو ہماری ذات میں راسخ کر دے اور ہمارے دلوں کو اپنی مخلوق کی محبت بھر دے۔ آمین !

اور بہت سے دوسرے اوصاف۔

اللہ کی صفات کا مطالعہ کرنے کے بعد ، اللہ تعالیٰ سورۃ حم السجدہ، آیت (41:9-12) میں فرماتے ہیں: اے نبیؐ ان لوگوں سے کہو کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا؟ وہی تو سارے جہاں والوں کا ربّ ہے اس نے (زمین کو وجود میں لانے کے بعد) اوپر سے اس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب و حاجت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا یہ سب کام چار دن

میں ہو گئے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت دھواں تھا اس نے آسمان اور زمین سے کہا وجود میں آ جاؤ خواہ تم چاہو یا نہ چاہو دونوں نے کہا ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح تب اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیے اور ہر آسمان کا قانون اس کو وحی کر دیا اور آسمان دنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔اسی طرح سورۃ الاعراف (7:180) میں فرمان الٰہی ہے: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ناموں سے پکارو اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس کا بدلہ پا کر رہیں گے۔ اے مسلمانو، ہم کس طرح ایک چھوٹے سے فنا ہونے والے انسان کو اُس خالق حقیقی کا ہمسر قرار دے سکتے ہیں، جس نے عظیم الشان افلاک کی تخلیق کی ہے مجھے اور آپ کو ہماری تمام تر داخلی پیچیدا ڈیزائن کے ساتھ پیدا کیا اور خود وقت، مکاں 8 اور مادہ سے ماورا ہے؟ لہٰذا ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم اس بات کا انکار کریں کہ وہ اپنی مخلوق سے کسی قسم کی مشابہت رکھتا ہے اور اس بات کی تصدیق کریں کہ اوصاف باری تعالیٰ اس کی شان کے مطابق کامل و اکمل ہیں، اور ساری بڑائی و عظمت اسی کے لیے ہے۔جو ہم نے اُوپر پڑھا، ہمارے چھ کلمے اُس کا خلاصہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھ کلمات

ہم پہلے کلمہ پر پہلے گفتگو کر چکے ہیں جسے کلمہ توحید بھی کہا جاتا ہے۔ جو یوں ہے: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (بحوالہ ضرورت المسلمین) کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اس بات کا اہل نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اسے سجدہ کیا جائے اس سے التجائیں کی جائیں اور مدد کے لیے پکارا جائے۔ مسلمان ہونے کے لئے اس پر ہمارا ایمان ہونا لازمی ہے، یہ ہمارے ایمان کا اہم ترین حصہ ہے۔ اگر ہمارے پاس یہ نہیں تو ہمارا کوئی نیک عمل اللہ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں ہوگا۔ اس کلمے کی اہمیت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت سے بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔ ایک دن جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے دلچسپ مکالمہ کر رہے تھے، تو انہوں نے اللہ سے کہا کہ مجھے کوئی منفرد خصوصی ذکر عطا فرمائیں جس سے میں تجھے یاد کروں، ایسا ذکر جو کسی اور کے پاس نہ ہو اور نہ آئندہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہو لاالہ الااللہ۔ موسیٰؑ نے عرض کیا، اے اللہ میں یہ پہلے ہی کہتا ہوں، اور مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والے تمام انبیاء نے یہی کہا ہے۔ اے اللہ، میں ایسا کلمہ چاہتا ہوں جو خاص میرے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کہا، اگر سات آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے وہ میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیں، اور دوسرے پلڑے میں لاالہ الا اللہ رکھ دیں، تو لاالہ الا اللہ زیادہ بھاری ہوگا۔ یہ کلمہ پڑھنے میں زبان پر سہل، لیکن میزان پر وزن میں بہت بھاری، اور اللہ تعالیٰ کی نظروں میں بہت ہی قابل قدر ہے۔ اس کلمہ کی قوت کا اندازہ کبھی بھی کم نہیں لگانا چاہیے، نیک اعمال اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی نظر میں صفر ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے اللہ پر ایمان لانے کے بعد ہم یہ حلف اٹھا لیتے ہیں تو پھر ہم دوسرے کلمہ (کلمہ شہادت) کی گواہی دیتے ہیں جو یہ ہے ”**أَشْهَدُ أَنْ لَّاۤ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ**“ (بحوالہ ضرورت المسلمین) ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں“۔ سورۃ روم آیت (30:28) میں اللہ تعالیٰ مثال دے کر توحید کو وضاحت کرتا ہے۔ وہ تمہیں خود تمہاری اپنی ہی ذات سے ایک مثال دیتا ہے کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں

،جو ہمارے دیے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں،اور تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح آپس میں اپنے ہمسروں سے ڈرتے ہو؟اس طرح ہم آیات کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔اس کا سادہ سا جواب ہے نہیں۔کوئی غلام آقا کے برابر نہیں ہو سکتا(اگرچہ دونوں انسان ہیں،تو پھر خالق اور مخلوق کیسے برابر ہو سکتے ہیں)۔انبیاء سمیت تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی غلام ہیں اور کائنات کے معاملات کو چلانے میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ہاں وہ ہماری دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔کیونکہ وہ سب سے زیادہ سخی اور فضل کرنے والا ہے۔تیسرا کلمہ (تمجید ، ثنا) اس ہستی کے اوصاف بیان کرتا ہے جس کی غلامی کا ہم نے حلف اٹھایا ہے ، وہ یہ ہے: **سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** (بحوالہ ضرورت المسلمین)اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ وہ سبحان ہے ، تمام خامیوں کجیوں اور قیود سے پاک ہے۔سب تعریفیں اُس کے لیے ہیں کیونکہ ہر چیز پر اس کی حکمرانی ہے،ایٹم سے لے کر افلاک تک وائرس سے لے کر کہکشاؤں تک،اور کوئی اور ذات ایسی نہیں جو اختیار کی مالک ہو یا اختیار میں اس کی شریک ہو۔وہ یکتا ہے، وہ غالب ہے اور تمام تر طاقتوں کا مالک ہے۔اور اس کے علاوہ کسی کے پاس نہ کوئی طاقت ہے اور نا کوئی قوت،وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔خالق،اللہ تمام خامیوں سے پاک ہے اور مخلوق خامیوں سے بھری ہوئی ۔اسے کسی کی ضرورت نہیں اور مخلوق کو اپنی بقا کے لیے اُس کی ضرورت ہے۔چوتھا کلمہ توحید مفصل،جو یہ ہے: **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ**۔(بحوالہ ضرورت المسلمین)یہ کلمہ اوصاف الٰہیہ کو مزید واضح کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے (دعا کرنے،اطاعت کرنے اور التجا کرنے)لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔وہ آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان میں ہے کا مالک ہے اور سب تعریف و توصیف اسی کے لیے ہے۔وہ زندگی عطا کرتا اور موت کے اسباب مہیا کرتا ہے۔وہ خود ہمیشہ سے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔وہ شان و شوکت جود و کرم اور تقدس و تکریم کا مالک و آقا ہے(صرف وہی تعریف و بڑائی اور عبادت و بندگی کے لائق ہے)۔اور سب اچھائیاں اور خیر و برکت اسی کے ہاتھ میں ہیں اسے ہر چیز پر اختیار حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ کو اُس کے تمام اوصاف کے ساتھ اپنا آقا اور مالک تسلیم کرنے کے بعد،ہم اس کے حضور ندامت و پشیمانی کا اظہار کرتے ہیں۔پانچواں کلمہ (استغفار بداعمالیوں پر تاسف کا

احساس) یہ ہے :اَسْتَغْفِرُاللهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ عَمَدًا أَوْ خَطَاءً سِرًّا أَوْ عَلَانِيَةً وَّ أَتُوبُ إِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِی لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ (بحوالہ ضرورت المسلمین) میں اپنے آقا و مالک اللہ تعالیٰ سے ہر اس گناہ کی بخشش کا طلب گار ہوں جو مجھ سے جانتے ہوئے یا انجانے میں ہوئے، خفیہ یا اعلانیہ سرزد ہوئے ہیں، اور میں تجھ سے رجوع کرتا ہوں اپنے ان گناہوں کے لئے جن کا مجھے علم ہے اور اُن گناہوں کے لئے بھی جن سے میں لاعلم ہوں۔ تو عالم الغیب ہے (چھپی ہوئی چیزوں کو جاننے والا ہے)، ستار العیوب ہے (کمزوریوں کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے والا)، اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ سب سے زیادہ بلندیوں اور سب سے زیادہ عظمتوں والے اللہ کے سوا کسی کے پاس کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے۔ اپنے آقا و مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور اظہار ندامت و پشیمانی کے بعد، ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اپنی وفاداری کا حلف دیتے ہیں اور ہر اُس چیز کو مسترد کر دیتے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو ناپسند ہے، جو ہمیں جہنم کی آگ کی طرف لے جا سکتی ہے۔ اس کے بعد چھٹے کلمہ (رد کفر) میں ہم دین اسلام میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کا اعلان کرتے ہیں جو یہ ہے :اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْءًا وَّ أَنَا أَعْلَمُ بِهِ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ بِهِ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ كُلِّهَا وَأَسْلَمْتُ وَأَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔ (بحوالہ ضرورت المسلمین) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں شعوری طور پر تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤں۔ اور میں تیری بخشش کا طلب گار ہوں اس شرک سے جس کا مجھے علم نہیں (جہالت میں)، اور میں اس پر معذرت خواہ ہوں۔ میں دوری اختیار کرتا ہوں کفر سے اور تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے (شرک اور کذب سے)، میں دوری اختیار کرتا ہوں جھوٹ اور غیبت و چغلی سے اور میں دوری اختیار کرتا ہوں دین میں بدعات اور سنی سنائی باتوں سے، میں دوری اختیار کرتا ہوں بداخلاقی اور بہتان طرازی سے، اور میں دوری اختیار کرتا ہوں تمام نافرمانیوں سے۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں، اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کلمہ اوصاف الٰہی میں انسانوں کی شراکت کو مسترد کرتا ہے۔ یہ دین میں بدعات کی ایجاد و اختراع کو مسترد کرتا ہے۔ یہ ہمیں جھوٹ، چغلی، بے بنیاد اور سنی سنائی باتوں، بداخلاقی، بہتان طرازی اور تمام نافرمانیوں سے منع کرتا ہے۔

یہ اسلام کے بنیادی اصول ہیں اور اس کے عقیدہ کا یہ پہلا ستون ہے جن کی پابندی کرنے کا ہم نے حلف اُٹھایا ہے۔ اگر ہم ان پر عمل کرتے ہیں (جیسا کہ پہلے بیان کردہ حدیث میں رسولؐ نے بتایا ہے) کہ اللہ ہمیں معاف کرے اور آخرت میں ہمیں جنت عطا فرمائے۔ اور اگر ہم سب اس کی دل و جان سے پیروی کریں تو وہ ہماری ریاست کو دنیا کی حکمران ریاست بنادے گا۔ اور اگر ہم اپنے حلف سے روگردانی کریں گے تو پھر وہ ہمیں ذلیل و خوار کردے گا اور ہمیں اپنے غضب کا نشانہ بنائے گا، اور غیر مسلموں کو ہم پر انتہائی ظلم و تشدد کے ساتھ حکمرانی کرنے کی اجازت دے گا۔ ہمارے عقیدہ و ایمان کا دوسرا اہم حصہ پہلے کلمہ کا دوسرا حصہ ہے جو یہ ہے ' محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ' ۔ ایک مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ محمدؐ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا آخری رسول نہیں مانتا۔ آپؐ کی عدم قبولیت تمام انبیاء کی عدم قبولیت، قرآن کی عدم قبولیت اور اسلام کی عدم قبولیت ہے۔ اس کی مزید وضاحت دوسرے کلمہ کے دوسرے حصہ میں کی گئی ہے۔ جو یہ کہتا ہے ؛"وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ رسول اللہؐ کا مرتبہ اور مقام ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے، ہم وہ مشہور قول دہرا سکتے ہیں "کہ بعد از خُدا بزرگ تُوئی قصہ مختصر"۔ اس سب چیز کے باوجود محمدؐ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غلام ہیں اور وہ کسی بھی چیز میں ذرہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کے ہمسر نہیں ہو سکتے۔ آپؐ ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہیں، آپؐ سے اپنی جانوں سے زیادہ محبت کیے بغیر ہم صاحب ایمان نہیں ہو سکتے۔ اس کی تصدیق یہ فرمانِ رسول اللہؐ ہے: "میرے لیے سب سے بڑا اعزاز اللہ تعالیٰ کا غلام ہونا ہے"

تنہا اللہ ہی میرا آقا و مالک ہے — اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں
کوئی معبود نہیں اس کے سوا — کیونکہ وہ دونوں جہانوں کا مالک ہے
اس نے محمد رسول اللہؐ کو مبعوث کیا — ایک روشنی جو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے
ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے — یہ میرے عقیدہ کا سب سے اہم جز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے اختتامی کلمات

اے مسلمانو، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نظروں میں واحد قابل قبول دین صرف دین اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے، کہ دین میں کوئی جبر نہیں، یعنی کسی کو دین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا، جو ایمان لانا چاہے، ایمان لے آئے، جو ایمان نہ لانا چاہے، وہ ایمان نہ لائے۔ میں ذرا کھری بات کرنا چاہوں گا، اللہ جو کہنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اگر تم لاالہ الااللہ پر ایمان لانا چاہتے ہو تو ایمان لے آؤ، اور اگر ایمان لانا نہیں چاہتے تو نہ لاؤ۔ اگر تم اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانا چاہتے ہو تو ایمان لے آؤ، اگر نہیں لانا چاہتے تو نہ لاؤ۔ اگر تم قیامت پر ایمان لانا چاہتے ہو ایمان لے آؤ، اور اگر نہیں لانا چاہتے، تو نہ لاؤ۔ یہ تمہارا اختیار ہے۔ اگر تم دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا چاہتے ہو، تو دنیا کو ترجیح دو۔ اگر تم آخرت کی دائمی راحت و سکون کی بجائے اس دنیا کی 50-100 برس کی زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہو، تو پھر اس دنیا کی زندگی سے لطف اندوز ہوتے رہو۔ ایسے لوگوں کے لیے آخری ہنسی کسی اور کی نہیں بلکہ عرش الکرسی کے مالک کی ہو گی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم وہ کرو جو تمہاری خوشی ہے لیکن یاد رکھو تمہاری موت بالکل ایسے ہی ہو گی جیسے تم نے زندگی بسر کی ہو گی اور فیصلے کے دن تم ایسے ہی اٹھائے جاؤ گے جیسے تمہاری موت ہوئی ہو گی۔ اے مسلمانو، یہ کبھی نہ سوچنا کہ تم موت کی گھڑی تک نائو نوش اور شراب کے مزے لیتے رہو اور مرتے وقت تمہاری زبان پر کلمہ 'لاالٰہ الااللہ' جاری ہو جائے گا، اُوپر دی گئی حدیث کی رو سے جو ایسا سوچتے ہیں وہ خیالی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کو مسترد کرنے کے باوجود اُس کی موت کلمہ ' لاالہ الا اللہ' پر ہو گی تو وہ کسی اور کو نہیں خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ایک شخص جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے اور ان کی ہدایات کی پیروی کرتا ہے اور ایک وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتا اور ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے سے اجتناب کرتا ہے، کہ دونوں برابر ہیں تو وہ احمقوں کی دنیا میں رہتا ہے۔ ہوش میں آؤ اے مسلمانو، ہمیں دل و جان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہو گا اور اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ ایک شخص جو اللہ سے بخشش کی استدعا کرتا ہے (اور اسے بخش

دیا جاتا ہے، اللہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے)اور ایک وہ شخص ہے جو تکبر کرتا ہے اور اللہ سے بخشش طلب نہیں کرتا (اور اسے معاف نہیں کیا جاتا)، کیا اللہ تعالیٰ کی نظروں میں برابر ہو سکتے ہیں، کبھی نہیں ! اے مسلمانو! رسول اللہ ؐ کا ارشاد ہے "کہ تمہارے اعمال کا دارو مدار تمہاری نیت پر ہے"۔ ابن مبارکؒ نے فرمایا "ہو سکتا کہ ایک معمولی سا عمل نیت کی اخلاص کی بنا بڑا بنا دیا جائے اور ایک بڑا عمل اس کی ناقص نیت کی بنا پر معمولی بنا دیا جائے"۔ امام احمدؒ کا فرمان ہے کہ دین کی بنیاد تین احادیث پر ہیں :

1) بلاشبہ اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔(البخاری اور مسلم)

2) جو کوئی ہمارے میں دین بدعت داخل کرتا ہے جو کہ اس کا حصہ نہیں، تو پھر اسے مسترد کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

3) حلال کو بھی واضح کر دیا گیا اور حرام کو بھی واضح کر دیا گیا ہے۔(بخاری اور مسلم)

اے مسلمانو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے اعمال آخرت میں وزن رکھیں تو ہمیں اپنی نیتوں کو کلی طور اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنا ہوگا، ورنہ اعمالوں کو رد کر دیا جائے گا۔ یہ دنیا آخرت کی زندگی کے لیے ایک کمرہ امتحان ہے۔ بالکل ویسے جیسے اس دنیا کے امتحان، جب وہ ہمارے سروں پر منڈلا رہے ہوتے ہیں تو جو اپنے امتحان کے لیے سنجیدہ ہوتے ہیں وہ تمام غیر نصابی سر گرمیوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر ہم اس دنیا کے امتحان میں کامیاب ہونا اور جنت میں انبیاء، اولیاء اور صالحین کی امتوں کا حصہ بننا چاہتے ہیں، تو ہم مسلمانوں کو دنیا کے امتحان کے متعلق سنجیدہ ہونا پڑے گا، اور قرآن اور نبیؐ کی سنت کے نصاب سے پختہ وابستگی اختیار کرنا پڑے گی۔ اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا۔ آمین! ہم انسانوں نے امتحان لینے کا خود انتخاب کیا تھا، اگر ہم ناکام ہوئے تو ہماری ناکامی کے لئے کوئی اور نہیں ہم خود ذمہ دار ہوں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسان کو بھول جانے والا بھلکڑ پیدا کیا اور اُس کے اُوپر ہمارے اندر خواہشات ڈال دیں اور پھر ہمیں تمناؤں میں گھیر دیا اور پھر ہمیں زمین پر اُتار دیا کہ ہم اُس کو یاد رکھیں۔ مصائب و آلام اور رزق ، ایمان بالغیب پر ایمان لانے کے امتحان کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الزمر، آیت (39:52) میں ارشاد فرماتا ہے، "اور کیا انھیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں"۔ یہ بہت ہی پُر تاثیر آیات ہیں جس میں رحیم ربّ ارشاد فرماتا ہے، سورۃ الزخرف، آیات (35-43:33) "اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ

سارے لوگ ایک ہی طریقہ کے ہو جائیں گے، تو ہم خدائے رحمن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتیں اوران کی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالا خانوں پر چڑھتے ہیں اوران کے دروازے اوران کے تخت جن پر یہ گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں سب چاندی اور سونے کے بنا دیتے۔ یہ تو محض حیات دنیا کی متاع ہے، اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے"۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا کہ تمام بنی نوع انسان کافر ہو جاتے تو اللہ کافروں کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں چاندی کی بنا دیتا اور دروازے اور سجاوٹیں اور تخت و مسندیں سونے کی، تاکہ وہ دنیا ہی میں اپنا حصہ وصول کر لیں۔ اُس (اللہ سبحانہ و تعالیٰ) نے ایسا نہ کیا، کیونکہ سب کافر ہو جاتے۔ لہٰذا مسلمانو، خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے ہمیں اسی آزمائش میں نہیں ڈالا۔ شکریہ، اے اللہ۔ یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ ہمیں لذاتِ دنیا کی پرواہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ آخرت کے دائمی گھر کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں کی جنت کو اہل ایمان کے لیے مختص کر دیا ہے۔ ایسے ہمارا نصب العین ہونا چاہیے۔ اے مسلمانو، حیاتِ دنیا ایک آزمائش ہے، ہمیں تمام غیر نصابی (قرآن و سنت کے نصاب کے علاوہ) سرگرمیوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمیں سختی کے ساتھ قرآن و سنت کے نصاب کے ساتھ وابستگی اختیار کرنی چاہیے، اور ایسی سرگرمیوں (شرک اور کفر) سے بچنا چاہیے جو ان تعلیمات سے براہ راست متصادم ہیں۔ اے مسلمانو! رسول اللہؐ، انسانیت کے لئے اللہ کی طرف سے آخری پیغام کے ساتھ آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے وصال سے نو دن قبل جو آخری آیت آپؐ پر نازل ہوئی وہ سورۃ البقرہ، آیت (2:281) تھی۔ یہ آخری آیت ہے اور یہ تا قیامت انسانیت کے نام الرحمٰن کا آخری پیغام رہے گی۔ یہ آیت ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ یہ آیت ہمیں اُس چیز کا احساس دلاتی ہے جو ہم بار بار بھول جاتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ یومِ حساب اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ملاقات کے لیے ہمیں اکٹھا کیا جائے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبردار کرتا ہے اور فرماتا ہے "اُس دن کی رسوائی و مصیبت سے بچو، جب کہ تم اللہ کی طرف واپس ہو گے، وہاں ہر شخص کو اس کی کمائی ہوئی نیکی یا بدی کا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر ظلم ہر گز نہ ہو گا"۔ اے اللہ، ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم و زیادتی کی ہے، براہ کرم ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرما۔ آمین! اس آیت میں ہمیں اس دن کی یاد دہانی کرائی جا رہی ہے جس میں یا سزا ہو گی یا ہمارے لیے مشک کی خوشبو۔ ہمیں اس دن کی یاددہانی کرائی جا رہی ہے جس میں

خوف سے گلے بند ہو جائیں گے۔ اس دن جیسا کوئی دن نہیں ،اور اس دن کے بعد کوئی دن ایسا نہیں ہو گا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حساب وکتاب کا وہ دن ضرور ہو گا۔ قادر مطلق اور عظمت والے اللہ کی موجودگی میں کھڑے ہونا، یہ سب سے اہم اور سب سے خوفناک لمحہ ہو گا (اے اللہ، ہمیں اپنے عذاب سے بچالے۔ آمین)۔ یہ وہ آیت ہے جس نے نیک لوگوں کی نیندیں حرام کر دی ہیں، وہ لوگ جو اس دن کا سوچ کر جس دن وہ اپنے آقا و مالک سے ملاقات کریں گے ،اپنا بستر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے نماز میں کھڑے ہو جاتے ہیں وہ چپکے چپکے اور بلند آواز میں اس سے رحم کی استدعا کرتے ہوئے اس کو پکارتے ہیں۔ یہ وہ دن ہے جس دن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمارے چھوٹے ہوں یا بڑے، اچھے ہوں یا بُرے ، وہ اعمال جن کا وزن میزان پر بھاری ہو گا اور وہ اعمال جو قابل نفرت ہوں گے، سب کا ریکارڈ رکھا ہوا ہے ۔ ہمارے اعمال یا تو ہمیں نمایاں اور قابل احترام بنا دیں گے یا ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ ہمارے اعمال یا تو ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نظروں میں معزز بنا دیں گے یا گھٹیا بنا دیں گے۔ یہ وہ دن ہے جہاں ہماری آخری منزل کا فیصلہ ہو گا۔اس دن ہم ہر اس چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اے اللہ، ہم پر رحم فرما، اور ہماری صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر، اور ہم سے راضی ہو جا۔ اے اللہ، ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جب وہ مرتے ہیں تو، تو ان سے راضی ہوتا ہے۔ اے اللہ، ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا ہے تو سب گناہ معاف کرتا ہے، براہ کرم تو ہمارے سارے گناہ بخش دے۔ آمین!

فضیل بن عیاض نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا اور اس سے سوال کیا، ''تمہاری عمر کتنی ہے''؟ آدمی نے کہا ''میری عمر ساٹھ برس ہے''۔ تو فضیل نے کہا، ''تم ساٹھ سال سے اپنے آقا و مالک سے ملاقات کرنے کے لیے سفر کر رہے ہو''۔احساس ندامت نے بوڑھے آدمی کو اپنی گرفت میں لے لیا، اور اس نے کہا، ''میرے آقا و مالک کی طرف سفر کتنا طویل ہے، اور میری تیاری کتنی کم ہے، کمزوری نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا ہے، گناہوں کے جمع کردہ ڈھیروں کے ساتھ موت میرے قریب آچکی ہے'' انہی جذبات کے ساتھ بوڑھے نے کہا، '' انا اللہ وانا الیہ راجعون ' '۔ فضیل نے پوچھا، ''کیا تم اس کے معنی جانتے ہو'' ؟ بوڑھے نے جواب دیا، '' میں اللہ کی ملک ہوں اور مجھے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔ فضیل نے کہا کہ ہر وہ شخص جیسے احساس ہو گیا کہ اللہ اس کا مالک ہے، اور اسے اس کی طرف لوٹ

کر جانا ہے؛اسے یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ اس کا احتساب ہو گا اور مالک اس سے پوچھے گا، "تم نے کیا کیا"؟ پھر فضیل نے آدمی سے پوچھا، "تم نے اپنے آقا کی طرف واپسی کے لیے کیا تیاری کی ہے"؟ بوڑھے آدمی نے رونا شروع کر دیا اور کہا، " یہ مشکل ہے" ۔ فضیل نے کہا، " اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اور اپنی بقایا زندگی اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزار دو۔ وہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور اُن کو نیکیوں میں بدل دے گا"۔ یاد رکھو! ہم اللہ تعالیٰ کو نہ بے وقوف بنا سکتے ہیں نہ ہی اس سے چھپ سکتے ہیں، ہماری توبہ سچی ہونی چاہیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورۃ الانعام، آیت (6:59) میں فرماتا ہے : " اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے، درخت سے گرنے والا کوئی پتّا ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو، زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو، خشک و تر سب کچھ ایک کھلی کتاب ہیں لکھا ہوا ہے" اس پر مزید زور دینے کے لیے رسول اللہؐ ایک حدیث میں ہمیں بتاتے ہیں: **"یہ پہلے ہی سے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے کہ پتّہ زمین پر آکر کس رخ گرے گا"**۔ سبحان اللہ! مزید سورۃ زمر، آیت (39:53-61) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے "(اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور و رحیم ہے، پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اُس کے، قبل اس کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔ اور پیروی اختیار کر لو اپنے ربّ کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے "افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا، بلکہ میں تو اس کا الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا"۔ یا کہے "کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں متقیوں میں سے ہوتا"۔ یا عذاب دیکھ کر کہے " کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں"۔ (اور اُسے اُس وقت یہ جواب ملے کہ) "کیوں نہیں، میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں، پھر تو نے انھیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا" ۔ آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے۔ کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں؟ (اے اللہ، ہمیں معاف فرما اور ان میں سے نہ بنانا۔ آمین! اس کے بر عکس جن لوگوں نے یہاں تقویٰ کیا ہے اُن کے اسبابِ کامیابی کی وجہ

سے اللہ اُن کو نجات دے گا،ان کو نہ کوئی گزند پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۔ سورۃ حج، آیت (22:74) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے''۔ ہمارے آقا اور مالک کو ہر واقعہ کے ہونے سے پہلے ہی اس کا مکمل علم ہوتا ہے، اس لیے ہمیں اسی کے حضور ندامت کا اظہار کرنا، اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ ایک آدمی امام احمد بن حنبل کے پاس اس نظم کے ساتھ آیا جس کی ابتدا کچھ اس طرح ہے :

اگر میرا ربّ مجھ سے استفسار کرلے　　　کیا تجھے گناہ کرتے ہوئے کوئی خجالت ہوئی تھی

لوگوں سے اپنے گناہوں کو چھپاتا تھا　　　اور گناہوں کے ساتھ میرا سامنا کرنے آگیا تو

اے اللہ، تیری رحمت ہمارے گناہوں سے بہت بڑی ہے، براہ کرم ہمیں بخش دے۔ اے اللہ، تیری رحمت ہمارے گناہوں سے کہیں بڑی ہے، براہ کرم ہمیں بخش دے۔اے اللہ، تیری رحمت ہمارے گناہوں سے کہیں بڑی ہے، براہ کرم ہمیں بخش دے۔اے اللہ، ہم نے اپنی جانوں پر بہت ظلم کیا ہے، براہ کرم ہماری اپنے راستہ کی طرف رہنمائی فرما، اور ہمیں اس پر استقامت عطا فرما۔ اے اللہ، ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور انہیں نیکیوں میں تبدیل کردے آمین!

اے مسلمانو، اس دنیا کی زندگی اُخروی زندگی کے مقابلہ میں کمرہ امتحان میں گزرے وقت سے بھی کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت سورۃ المومنون، آیت (23:112-116) میں یوں کرتا ہے'' پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا'' بتاؤ زمین میں تم کتنے سال رہے'' وہ کہیں گے ''ایک دن یا دن کا بھی کچھ حصہ ہم وہاں ٹھہرے ہیں شمار کرنے والوں سے پوچھ لیجیے'' ۔ارشاد ہوگا'' تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہونا، کاش تم نے یہ اس وقت جانا ہوتا۔ کیا تم نے سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمھیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمھیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں ہے (احتساب کے لیے)؟ پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہِ حقیقی، کوئی خدا اُس کے سوا نہیں، مالک ہے عرشِ بزرگ کا۔ اے مسلمانو، کامیابی کے لئے جلدی کرو، دائمی راحت و آسائش والی اُخروی زندگی ہمارا حقیقی گھر ہے۔ سورۃ آل عمران، آیت (3:133-134) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے،'' دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے ربّ کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ اُن خدا ترس لوگوں کیلئے مہیّا کی گئی ہے جو ہے حال میں اپنے مال

خرچ کرتے ہیں، خواہ بدحال ہوں یا خوشحال، جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگوں اللہ کو بہت پسند ہیں"۔ اے مسلمانو، اُخروی زندگی کی تیاری کرو، خواہ خوشحالی ہو یا تنگ دستی، اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو کیونکہ وہ ہم سے ستر محبت کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ آزمائشیں آخرت میں ہمارے گناہوں سے نجات اور درجات میں اضافہ کے لیے ہیں۔ رسول اللہؐ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا" جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے گناہوں سے نجات دلانے کے لیے آزمائش میں ڈالتا ہے۔ اے مسلمانو، ہم انسان کمزور ہیں اُوپر سے ہم میں خواہشات بھی رکھی گئی ہیں، اور شیطان ہمیں تمناؤں اور جھوٹی ترغیبات میں گھیرے ہوئے ہے۔ لہٰذا ہم سے گناہ سرزد ہوں گے اور ہم اپنے آپ کو بہت زیادہ خسارے میں ڈالیں گے، لیکن ہمارا رحیم ربّ، سورۃ زمر، آیت (39:53) میں ارشاد فرماتا ہے، " (اے نبیؐ) کہہ دو کہ اے میرے بندو، جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفورا ورحیم ہے"۔ سبحان اللہ، **اللھم لك الحمد كله**، اے اللہ، سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ اس لیے خوشیاں مناؤ، رحیم و کریم اللہ نے اپنی رحمت کا دروازہ ہمارے لیے کھلا رکھا ہوا ہے۔ ہمیں جنت کے حصول کے لیے جو دوسرے کام کرنا درکار ہیں، انھیں رسول اللہؐ نے ایک حدیث میں بیان کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ **1) جب بات کرو تو سچی بات کرو۔ 2) اپنے عہد کی پاسداری کرو۔ 3) امانت حقدار مالک کو واپس کرو۔ 4) اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کرو۔ 5) اپنی نگاہ کو نیچا رکھو۔ 6) اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو اور کسی سے زیادتی نہ کرو۔ نبیؐ نے مزید فرمایا، ایک شخص کا انتقال ہو جاتا ہے، اس طرح سے کہ وہ تین چیزوں، تکبر، بدعنوانی اور قرض سے پاک ہو، تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ نبیؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت طلب کرتا ہے، تو جنت اللہ سے اُسے جنت عطا کرنے کی استدعا کرتی ہے، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جہنم کی آگ سے پناہ طلب کرتا ہے، تو جہنم کی آگ اللہ سے اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنے کی درخواست کرتی ہے۔** الحمد للہ! اے مسلمانو، ہمیں آخرت کی فکر ہونی چاہیے، وہ ہمارا مستقل گھر ہے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے ہمیں بتایا کہ "وہ شخص جس کی فکر مندی اس دنیا کے لئے ہے، **اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کے معاملہ کو بکھیر دے گا، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان غربت رکھ**

دے گا،اور وہ دنیا سے ماسوائے اس کے جو اس کے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے کچھ حاصل نہیں کر سکے گا۔اور وہ جس کی فکر مندی آخرت کے لئے ہے۔اللہ اس کے معاملہ کو سمیٹ دے گا اور اس کے دل کو قناعت سے بھر دے گا،اور دنیا برضا اور غبت خود اس کے پاس آئے گی۔ مسلم شریف، حدیث (7527) میں ارشاد نبویؐ ہے کہ " دنیا اہل ایمان کے لیے قید خانہ ہے اور منکرین حق کے لیے جنت ' '۔اس بیان کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو اس دنیا میں جو کچھ بھی مل جائے، وہ جنت کے مقابلہ میں پھر بھی کچھ نہیں، اس لیے مومن کے لیے یہ دنیا قید خانہ ہے۔اسی طرح ایک کافر اس دنیا میں خواہ کتنی ہی اذیت میں مبتلا رہے ،وہ جہنم کے عذاب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، اس لیے دنیا اُس کے لیے جنت ہے۔اے مسلمانو! ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا اُس کی نوازشات، خاص طور پر اسلام کے لیے شکر ادا کرتے رہو۔اُس کے نوازشات کو حقیقی معنوں میں سمجھنے کے لیے، ہمیں نیچے اپنے سے کم خوش قسمت لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔اگر ہم اپنے سے اوپر کے لوگوں کو دیکھیں گے جو ہم سے زیادہ خوشحال ہیں تو ہماری تشویش میں اضافہ ہو گا اور ہم اللہ تعالیٰ کے ناشکرے بن جائیں گے۔ سورۃ لقمان، آیت ((31:12) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر گزار ہو۔جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے۔اور جو کفر کرے تو اللہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے۔**اے اللہ، ہمیں اپنے شکر گزار بندے بنا۔ اے اللہ، ہم تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔اے اللہ، ہم تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔اے اللہ، ہم تجھ سے تیری جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔آمین!**

اے مسلمانو، اللہ تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل، آیت (17:34) میں اللہ ہمیں اپنے عہد کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے: " عہد کی پابندی کرو، بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہو گی " ہمیں ان تمام عہد کی پابندی کرنا ہو گی جو ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہیں۔ہم نے عہد کیا ہے کہ ہماری تمام جسمانی عبادات، ہمارا قیام ہمارا رکوع ہمارا سجود اور ہماری تمام دوسری عبادات صرف اللہ کے لیے ہیں۔قرآن کی ایک آیت نبیؐ نے جو عہد کئے تھے، ہم بھی اُن کی تقلید کرتے ہوئے عہد کرتے ہیں کہ ہماری نمازیں، ہماری قربانی والی عبادات (جانور جو ہم کھانے کے لیے قربان کرتے ہیں جانور جو ہم صدقہ کے لیے قربان کرتے ہیں جانور جو ہم فی سبیل اللہ قربان کرتے ہیں) اور ہمارے مال و دولت سب کے سب اللہ تعالیٰ کے

لیے ہیں۔ ہم نے یہ بھی عہد کیا ہے کہ ہمارا جینا اور مرنا صرف اللہ کے لیے ہے۔ ہم نے ایمان مجمل میں عہد کیا ہے کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کے دائمی اوصاف کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں، جن میں کسی اور کو شریک نہیں کیا جا سکتا، ایسے اوصاف جیسے وہ البصیر ہے (ہر چیز کو دیکھنے والا ہے)، وہ السمیع ہے (ہر بات سننے والا)، وہ العلیم والخبیر ہے (ہر چیز کا علم اور خبر رکھنے والا ہے)، وہ حاضر وناظر ہے (ہر جگہ موجود ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے)۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ زماں ومکاں کا پابند ہے نہ وقت کا اور نہ مادہ کا۔ ہم اللہ تعالیٰ کے دائمی اوصاف کو مخلوق سے وابستہ کرتے ہیں جو زماں ومکاں اور وقت کی قیدی ہیں، اور ان سب کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ وہ فانی ہیں۔ علمائے سو اور دھوکہ باز پیر اپنے مریدوں سے روپیہ پیسہ بٹور نے کے لیے ان اوصاف کو مردہ اولیا کرام سے جوڑتے ہیں۔ جب ایک حقیقی ولی اللہ (اللہ کا دوست) کا انتقال ہو جاتا ہے تو اُسے اپنی مغفرت اور بلند درجات کے لیے اللہ کے حضور دوسروں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، ' **'کوئی شخص جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہوگا'' حضرت عائشہؓ پوچھا، ' 'اے اللہ کے رسولؐ کیا آپ بھی''؟ آپؐ نے تین دفعہ جواب دیا،'' ہاں میں بھی اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گا''**۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مسلمان کو ہمیشہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔ ہم سب کو اپنی بداعمالیوں کی معافی اور درجات کی بلندی کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ نے کھربوں فرشتوں کو اہل ایمان کی مغفرت کے لیے دعائیں کرنے پر مقرر کر دیا ہے۔ سبحان اللہ، اللہ تیرا شکر۔

اے مسلمانو، ایمان کے بغیر (جس پر ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں)، اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ میں اس بات کی وضاحت ایک مثال سے کروں گا رسول اللہؐ، ابن ماجہ باب المساجد، حدیث (738) میں ہمیں بتاتے ہیں کہ **جب ایک صاحب ایمان شخص اس دنیا میں ایک چھوٹی سی مسجد بناتا ہے (خواہ اس کی پیائش ایک پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی کیوں نہ ہو) اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت میں اس کے لیے ایک محل تعمیر کر دیتا ہے**۔ اس کے برعکس مشرکین مکہ جو اللہ پر ایمان رکھتے تھے (وہ حضرت اسمٰعیلؑ کی پیروکار تھے)، اور وقت گزرنے کے ساتھ انھوں نے اللہ کے اوصاف میں اپنے مردہ اولیاء (جن کو وہ نیکو کار سمجھتے تھے) کو شریک ٹھہرالیا تھا اور بنیادی عقیدہ، اللہ کے اوصاف کی توحید پر ایمان کو گم کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے رکوع، سجدہ اور طواف کعبہ کا آخرت میں کوئی وزن نہیں ہوگا۔ بعثت نبویؐ سے پہلے ایک

طوفانی بارش نے کعبہ کی عمارت کو تباہ کر دیا تھا۔اہل مکہ نے اس کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا اور انہوں نے عہد کیا کہ وہ کعبہ کی تعمیر نو حلال کمائی سے کریں گے۔وہ کعبہ کی مکمل تعمیر نو کے لیے درکار حلال رقم اکٹھی نہ کر سکے،اس لیے کعبہ کا ایک حصہ جسے حطیم کہتے ہیں تعمیر کیے بغیر ہی چھوڑ دیا۔وہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے حجاج کرام کو پانی بھی پلایا کرتے تھے۔اس کے جواب میں سورۃ توبہ،آیت (9:19) میں اللہ نے فرمایا،'' کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی عمارت کی بحالی کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرالیا ہے جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں''؟ ان کے نیک اعمال کو کالعدم قرار دے دیا گیا اور وہ بے وزن ہو گئے۔ان کے نیک اعمال راکھ کی طرح ہیں جس کے ڈھیر کو ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا اڑا کر لے جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں رسول اللہؐ نے ہمیں قبروں پر جانے سے منع کر دیا تھا،اور جب صحابہ کرام کا ایمان پختہ ہو گیا تو آپؐ نے زیارت قبور کی اجازت اس لیے دی کہ یہ آخرت کی یاد دلائے گی۔ **مسلم شریف،کتاب مساجد اور عبادت گاہوں،حدیث (1183) میں حضرت جندبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے وصال سے پانچ دن پہلے ہمیں ہدایت دی ہے اور کہا،'' خبر دار رہو،تم سے پہلے آنے والے لوگوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت کی جگہ بنا لیا تھا،قبروں کو عبادت کی جگہ مت بنانا۔میں تمہیں ایسا کرنے سے منع کر رہا ہوں ''**۔اے مسلمانو،ہم کس طرح مقبرے تعمیر کر سکتے ہیں جب کہ ہمارے محبوب رسول اللہؐ نے ہمیں منع کیا ہے۔اسی طرح خبر دار ہو جاؤ! ان نام نہاد مسلمانوں سے جو صاحب ایمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف کام کرتے ہیں،وہ منافق ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم کا سب سے نچلا درجہ ہے اور ان کو سخت ترین عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔نچلے درجہ سے اوپر مشرکین ہوں گے جنہوں نے قرآن اور رسول اللہؐ کی تعلیمات کے بر خلاف اوصاف باری تعالیٰ کو فنا ہونے والی ہستیوں سے منسوب کیا ہے۔یہ اس لیے ہے کہ انھوں نے ایمان مجمل اور چھ کلموں میں کیے گئے وعدوں کو مسترد کر دیا تھا۔اے مسلمانو،اپنے ربّ کی طرف رجوع کرو بیشتر اس کے کہ بہت زیادہ دیر ہو جائے۔مزید بر آں سنن ابن ماجہ،کتاب زہد،حدیث (4296) میں حضرت سعد بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ '' ایک دفعہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھے کہ رسول اللہؐ ان کے پاس سے گزرے اور کہا'' کیا تمہیں اللہ کے حقوق اپنے بندوں پر اور بندوں کے حقوق اللہ پر کا علم ہے''۔انھوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ سب سے

بہتر جانتے ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا، ''بندوں پر اللہ کے حقوق یہ ہیں کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور نیک اعمال کریں، اسی طرح بندوں کے اللہ پر حقوق یہ ہیں کہ اگر وہ یہ سب کام کریں تو وہ ان کو سزا نہ دے'' ۔اے اللہ، تیرا شکر ہے، کہ ہم تیری توحید اور تیرے اوصاف کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔اے اللہ، اپنے راستے کی طرف ہماری رہنمائی فرما اور ہمیں قوت عطا فرما کہ ہم تیرے ساتھ کیے گئے ہر ایک عہد کی پاسداری کر سکیں۔اے اللہ، ہمیں معاف فرما اور ہمیں اپنی جنت میں داخل کرنا۔آمین!

یاد رہے، اللہ نے ہمیں سزا دینے کے لیے پیدا نہیں کیا۔وہ ہم سے ستر محبت کرنے والی ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔وہ ہماری پرواہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہم جنت میں داخل ہوں۔اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہمیں ایمان کے چاروں درجے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ سورۃ الاحزاب، آیت (33:21) میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتے ہیں کہ '' درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے ''۔اگر ہم جنت میں جانا چاہتے ہیں تو ہمیں پیروی کرنی ہوگی کامل رول ماڈل، رسول اللہؐ کی سنت پر۔قرآن کریم میں سورۃ آل عمران، آیت (3:31-32) میں اللہ کا فرمان ہے کہ '' اے نبیؐ لوگوں سے کہہ دو'' اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے گا۔وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے ''۔ان سے کہو کہ ''اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو'' پھر اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں کہ ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے، جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں''۔ اگر ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کا کہنا ماننا ہوگا۔آج بدقسمتی سے ہم نے قرآن اور سنت رسول اللہؐ کو ایک طرف رکھ دیا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ کوئی اور ہمیں جنت دے دے گا۔یاد رکھو ، اللہ ہی جنت اور جہنم کا مالک ہے، وہ اکیلا ہی فیصلہ کرے گا کہ کس نے کہاں جانا ہے۔وہ ہمارا اور ہر چیز کا وارث ہے۔وہ لوگ جو صفات باری تعالیٰ کی توحید کے عہد کو توڑ دیتے ہیں (مشرک ہو جاتے ہیں)، سورۃ لقمان، آیت (31:11) میں اللہ مشرکین سے سوال کرتا ہے ''یہ (کائنات) تو ہے اللہ کی تخلیق، اب ذرا مجھے دکھاؤ، اِن دوسروں نے کیا پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے

ہوئے ہیں"۔ **اے اللہ، ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ جانتے بوجھتے تیری صفات میں کسی کو شریک ٹھہرائیں، اور اس بات سے تیری معافی و مغفرت طلب کرتے ہیں اُس شرک سے جس کا ہمیں علم نہیں۔ آمین!**
ہر چیز کی تخلیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کی ہے، انسان، اللہ کے نظام کو اب سمجھنے اور اس میں مداخلت کرنے لگا ہے۔ اے مسلمانو، جب تک ہمیں موت نہیں آجاتی، ہم سے گناہوں کا ارتکاب ہوتا رہے گا، اس لیے اللہ سے ندامت و توبہ کے لیے جلدی کرو وہ کھلے بازوؤں کے ساتھ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ سورۃ الحدید، آیت (57:21) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے "دوڑو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے ربّ کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف، جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے، جو مہیا کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے ہوں۔ یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے" اے مسلمانو، دوڑ لگی ہوئی ہے، آؤ اپنے رحیم ربّ کے حضور جلدی سے توبہ کر لیں، وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع کریں۔ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے، کہ اللہ دن کے دوران اپنے بازو پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گنہگار توبہ کر لیں اور پھر اللہ رات کے دوران اپنے بازو پھیلاتا ہے کہ دن کے گنہگار توبہ کر لیں۔ وہ یہ کام کرتا رہے گا یہاں تک کہ ہمیں موت آجائے، یا سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔ وہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے اگر صدق دل سے توبہ کی جائے۔ اے مسلمانو، جلدی کر لو، آؤ اپنے ربّ کی طرف رجوع کر لیں، اس سے پہلے کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آؤ اس سے معافی طلب کر لیں کیونکہ وہ سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ جو لوگ توبہ کرتے ہیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ ص، آیت (38:49-50) میں فرماتا ہے "یہ ایک ذکر تھا۔ (اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لیے یقیناً بہترین ٹھکانہ ہے، ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کے دروازے اُن کے لیے کھلے ہوں گے۔ **اے اللہ، ہمیں اُن لوگوں میں سے بنا جن کا آخری گھر جنت الفردوس ہو گا۔ آمین!** اے مسلمانو، اگر ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ملاقات کے متمنی ہیں تو ہمیں اپنی اس زندگی میں دو کام کرنے چاہییں۔ ہمیں نیک اعمال کرنے چاہیں (تمام انسانوں کے ساتھ بھلائی کریں اور محمدؐ کے طریق پر عبادت و بندگی اختیار کریں) اور شرک کی تمام اقسام سے خود کو بچاپیں۔ اللہ کہتا ہے کہ اگر ہم یہ دو کام کریں اور اسے ملنا پسند کریں، تو وہ خود ہم سے ملنے کا منتظر ہو گا۔

اے اللہ، شرک کا ارتکاب کرنے سے محفوظ رکھ، اور ہمارے درجات بلند کر دے تاکہ ہم تجھ سے ملنے کے مشتاق ہوں، اے رحم ورحمت کرنے والے۔ آمین!

اے مسلمانو، طاغوت سے مت ڈرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران، آیت (3:175-176) میں ارشاد فرماتا ہے " اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا، جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔ (اے پیغمبرؐ) جو لوگ آج کفر کی راہ میں بڑی دوڑ دھوپ کر رہے ہیں، ان کی سرگرمیاں تمہیں آزردہ نہ کریں، یہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اُن کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے، اور بالآخر اُن کو سخت سزا ملنے والی ہے"۔ مزید برآں سورۃ الزمر، آیت (39:38-39) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سوال کرتا ہے " (اے نبیؐ) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اُس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اُسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہے، اور جسے وہ ہدایت دے اُسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں۔ کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں ہے؟ ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔ ان سے پوچھو، کہ جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہاری یہ دیویاں جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے اس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچا لیں گی؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اُس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ بس ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اے مسلمانو، کافروں کا مال و دولت اور اُن کی کوششیں ہمیں پریشان نہ کریں۔ اُن کے پاس جو ہے وہ یہ دنیا ہے، یہ دنیا فنا ہو جائے گی، اور ساتھ ہی یہ کافر بھی۔ اے مسلمانو، انسانوں کے برخلاف، اللہ پسند کرتا ہے جب فقیروں کی طرح اُس سے چمٹ جاتے ہیں، نااُمید نہ ہو، اُس سے چمٹے رہو، وہ ہماری دعاؤں کو سُنے گا۔ کبھی کبھی اللہ دعاؤں کو سُننے میں تاخیر کرتا ہے، تاکہ ہمارے مقام اور درجہ کو آخرت میں بلند کرے۔ پُکارو اُسے دن میں، اور پُکارو اُسے رات کے آخری پہر میں۔ یاد رکھو، اللہ ہمیں محبت کرنے والی ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا کہ اللہ ہماری آواز دن میں سو بار سے زیادہ سننا چاہتا ہے۔ اے مسلمانو، اگر ہم نے گناہ کئے اور اللہ کو بھولے رہے پچاس، ساٹھ سال اور ایک دن ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم توبہ کریں۔ اللہ پوچھتا ہے، "اے میرے بندے

، تجھے کیا چاہیے''؟اور اگر ہم کہیں، ''اے اللہ، ہمیں معاف کر دے''۔اللہ جواب دیتا ہے، ''اے میرے بندے، میں تیرے سارے گناہ معاف کر چکا ہوں''۔اے مسلمانو، کیا یہ ربّ ہماری عبادات کا مستحق نہیں؟ کیا وہ دن و رات ہماری حمد و ثنا کا مستحق نہیں؟ توبہ کے ساتھ رجوع کرو اپنے ربّ کی طرف اور اُس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ، وہ ہمیں معاف کر دے گا۔ وہ شرک بھی معاف کر دے گا اگر اس دنیا میں توبہ کی تو۔اے اللہ، ہم رجوع کرتے ہیں تیری طرف، ہمیں معاف کر دے اور صراط المستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرما۔اے اللہ، ہمارے درجہ کو بلند کر اور ہمیں اپنا ولی بنا لے۔ اے اللہ، ہمیں اپنی جنت کا باسی بنا دے۔ آمین! **عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: اللہ اُن لوگوں سے محبت کرتا ہے اُن سے جو اپنے آرام کی قربانی دیتے ہیں اور رات کے پچھلے پہر میں اللہ کے کلام کو پڑھتے ہیں؛ جو بغیر اپنی شناخت کرائے صدقہ کرتے ہیں؛ اور وہ جو جنگ میں ڈٹے رہتے ہیں اپنے ساتھیوں کی شہادت کے باوجود۔** اے اللہ، ہمیں اُن میں سے بنا جو آدھی رات کو اُٹھ کر تجھے یاد کرتے ہیں، اور تیرا کلام پڑھتے ہیں، جن کو تُو معاف کرے گا اور اپنے جنت میں داخل کرے گا۔ آمین!

اے مسلمانو، سورہ بقرہ، آیت (2:211-212) میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے، بنی اسرائیل سے پوچھو: کیسی کھلی کھلی نشانیاں ہم نے انہیں دکھائی ہیں (اور پھر یہ بھی انھی سے پوچھ لو کہ) اللہ کی نعمت پانے کے بعد جو قوم اُس کو نافرمانی سے بدلتی ہے اسے اللہ کیسی سخت سزا دیتا ہے۔ جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے، اُن کے لیے دنیا کی زندگی بڑی محبوب و دل پسند بنا دی گئی ہے۔ ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر قیامت کے روز پرہیزگار لوگ ہی ان کے مقابلے میں عالی مقام ہوں گے۔ رہا دنیا کا رزق، تو اللہ کو اختیار ہے، جسے چاہے بے حساب دے۔ سورۃ الزمر، آیت (39:11-15) میں اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ کو کہتا ہے'' اے نبیؐ ان سے کہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں۔ کہو، اگر میں اپنے ربّ کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ کہہ دو کہ میں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے اسی کے بندگی کروں گا، تم اُس کے سِوا جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو۔ کہو، اصل دیوالیے تو وہی ہیں جنھوں نے قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گھٹے میں ڈال دیا۔ خوب سُن رکھو، یہی کھلا دیوالیہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام، آیت (6:88) میں فرماتا

ہے ”..... لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا“ اسی طرح سورۃ الزمر، آیت (39:64-66) میں اللہ فرماتا ہے: اے نبیؐ ان سے کہو ” پھر کیا اے جاہلو، تم اللہ کے سِوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو“؟ (یہ بات تمہیں اُن سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔ لہٰذا (اے نبیؐ) تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔ اے مسلمانو، شرک سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ یہ تمہیں جہنم میں لے جائے گا۔ اے اللہ، ہمیں شرک کا ارتکاب کرنے بچالے اور ہم تجھ سے ملاقات کے منتظر ہیں، اے رحیم و کریم۔ اے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم تجھ سے جنت کی استدعا کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتے ہیں آمین!

آخر میں سورۃ المومن، آیت (40:38-40) میں ایک شخص جو ایمان لے آیا تھا نے فرعون کے دربار میں اپنی قوم سے خطاب کیا، وہ بولا ”اے میری قوم کے لوگو میری بات مانو میں تمھیں صحیح راستہ بتاتا ہوں۔ اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے ہمیشہ کے قیام کی جگہ آخرت ہی ہے۔ جو برائی کرے گا اس کو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے برائی کی ہو گی، اور جو نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت ،بشرطیکہ ہو وہ مومن ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا“ ۔ بخاری شریف، کتاب الرقاق، باب تواضع، حدیث 6137 میں ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے کہا کہ اللہ نے فرمایا **”جو میرے دوست کے دشمن ہیں، میں نے اُن کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ کوئی بندہ فرض عبادات کے بغیر، نفلی عبادات سے میری خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا۔ فرض عبادات کے بعد نوافل سے میرا بندہ میرے قریب آجاتا ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں کسی سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے ،میں اس کی ٹانگیں بن جاتا جن پر وہ چلتا ہے۔ جب وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں، اور جب وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔** یہ حدیث ہمیں فرض عبادات کی اہمیت بتاتی ہے۔ توحید پر اپنی تحریر کا اختتام ایک واضح حدیث پر کر رہا ہوں جو صحیح بخاری، کتاب 75،

حدیث 417 میں حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، "اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو مشن سونپ رکھا ہے کہ وہ ان لوگوں کو تلاش کریں جو اللہ کو یاد کرنے کے لئے شاہراہوں، راستوں اور مساجد میں اکٹھے ہوتے ہیں، اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی تعریف و توصیف کرنے والا اجتماع مل جاتا ہے، تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ " آؤ اپنی تلاش کی چیز کی طرف "۔ پھر فرشتے انھیں اپنے پروں کے ساتھ آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں"۔ آپؐ نے مزید فرمایا، "وہ لوگوں جب حمد و ثنا اور یاد الٰہی سے فارغ ہو جاتے ہیں، تو فرشتے واپس چلے جاتے ہیں۔ اُن کا ربّ اُن سے پوچھتا ہے (اگرچہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے) "میرے بندے کیا کہتے ہیں" ؟ فرشتے کہتے ہیں، " وہ کہتے ہیں سبحان اللہ، اللہ اکبر، اور الحمد اللہ"۔ اللہ تعالیٰ پھر پوچھتا ہے، " کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے" ؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں، " اللہ کی قسم انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے"۔ اللہ پوچھتا ہے، " پھر کیا ہوتا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے" ؟ فرشتے کہتے ہیں، " اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو اور زیادہ اخلاص کے ساتھ تیری بندگی کرتے، اور تقدس کے ساتھ تیری بڑائی بیان کرتے، اور کثرت کے ساتھ تیری ذات کی مخلوق کے ساتھ کسی قسم کی مشابہت سے برأت کا اعلان کرتے۔ اللہ پھر پوچھتا ہے، "وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے"۔ فرشتے کہتے ہیں، " وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے"۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتا ہے، "کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے " ؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں، "نہیں، اللہ کی قسم انہوں نے اُسے نہیں دیکھا "۔ اللہ پھر پوچھتا ہے، " کیا ہوتا اگر وہ اسے دیکھ لیتے"؟ فرشتے کہتے ہیں، "اگر وہ اُسے دیکھ لیتے تو اُس کے زیادہ حریص ہوتے، اور اُس کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ جد و جہد کرتے اور اُس کے زیادہ خواہش مند ہوتے"۔ پھر اللہ پوچھتا ہے، "وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں"؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں، " وہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں"۔ اللہ پوچھتا ہے، " کیا انہوں نے اُسے دیکھا ہے" ؟ فرشتے کہتے ہیں، " نہیں، اللہ کی قسم انہوں نے اُسے نہیں دیکھا "۔ اللہ پوچھتا ہے، " پھر کیا ہوتا اگر وہ اُسے دیکھ لیتے ؟ فرشتے جواب میں کہتے ہیں، " اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو خوف کے مارے اُس سے دور بھاگتے"۔ پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، " میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں معاف کر دیا ہے"۔ سبحان اللہ ! رسول اللہؐ نے مزید فرمایا، فرشتوں میں سے ایک عرض کرے گا کہ اُن میں سے فلاں، فلاں اپنی کسی ضرورت کے لیے ابھی ابھی آیا تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہو گا، "یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھی بھی تباہی کا سامنا نہیں

کریں گے''۔سبحان اللہ! علماء کہتے ہیں کہ لاالٰہ الااللہ کی کچھ شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ضروری ہے،اور وہ یہ ہیں: ہمیں(قرآن کا) علم ہونا چاہیے،اللہ پر ایمان ہوناچاہیے،اُس کو اپنا ربّ مانا اور اُس کا حکم بجالاناچاہیے،اوراسی طرح ہمیں سچاہوناچاہیے،ہمیں اللہ سے مخلص ہوناچاہیے،اُس کواپنامحب ماننا چاہیے اور ہر قسم کے شرکیہ عقائد کو رد کرنا چاہیے۔لاالٰہ الااللہ کی ان شرائط کو پورا کرنا ہماری کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔اے اللہ، تونے قرآن کی ایک آیت میں کہا ہے کہ مجھ سے نااُمید نا ہونا،میں سارے گناہ معاف کرتاہوں اور ہمیں راضی کردے گا۔اے اللہ، ہم نے اپنی پچھلے گناہوں کی عادت کو چھوڑ دیا ہے اور تیری رضااور تیری جنت کی طرف چل دئے ہیں، کیونکہ ہم تیرے عاشق ہیں،اے ربّ۔ ہماری تجھ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ اے کریم تو ہمیں قبول کرلے۔ آمین۔ اے اللہ، ہمیں ان لوگوں میں شامل فرماجو راتوں کے وسط میں(اٹھ کر اور بستر چھوڑ کر) تنہائی میں بھی،اور اجتماعات میں بھی تجھے یاد کرتے ہیں اور لاالٰہ الااللہ کی ان شرائط کو پورا کرتے ہیں۔آمین! اے اللہ، ہمیں توحید پر موت دینا۔آمین!

اللہ میرامالک ہے	اس کی میں گواہی دیتاہوں
وہ سارے جہانوں کامالک ہے	اُس کے علاوہ کوئی رب نہیں
اس نے محمد ﷺ کو بھیجاہے	نوربناکر سیدھی راہ دیکھانے کے لئے
وہ ہرچیز کا محافظ ہے	میرایہ سب سے اہم عقیدہ ہے

رحیم وکریم اللہ نے ہمارے لاشعور میں ایک خالق کے تصور کو پیوست کر دیاہے۔یہی وجہ ہے کہ جب کبھی ہم پر کوئی بڑی آفت آتی ہے تو ہم اَن دیکھی طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔یہ حق کی وہ نشانیاں اور علم ہے جو انسان کی جبلت میں پیوست ہیں،اور جو حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔اکثر انسان پوری طرح غیب پر یقین نہیں رکھتے اور اپنی فطرت کے خلاف جاتے ہیں۔اس انسانی رویہ کی وجہ سے انسانیت کی ایک وسیع اکثریت امتحان میں فیل ہورہی ہے۔اے لوگو! اگرآپ امتحان میں کامیاب ہوناچاہتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے امن وسکون کی دائمی زندگی بسر کرناچاہتے ہیں تو پھر آپ کواللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلامِ مقدس قرآن کا فہم وفراست سے مطالعہ کرناپڑے گااوراس پر عمل پیراہوناپڑے گا۔